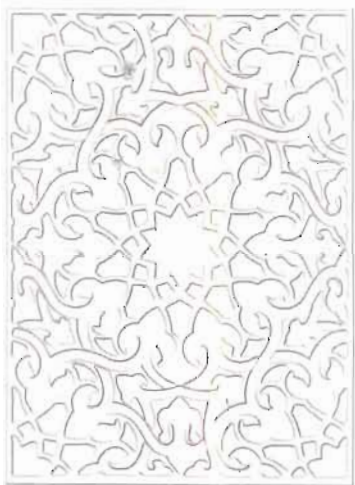


محلیات

226



مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

۴

1994

31

5



ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور حافظ عبدالرحمن مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور لحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فنی شماره: ۲۰ روپے زیر سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی

مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۷۴۷۰۰

فون نمبر: 035866476 / 3586639 - 042 موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے محدث کے مقاصد

✍ عناد اور تعصب قوم کیلئے زہر ہلا بل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

✍ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوس بنانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

✍ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اُقدار کے منافی ہے!

لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرت اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

✍ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالِحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

✍ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانازندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

✍ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔



لاہور

مُحَدِّث

ماہنامہ

فہرست مضامین

فکر و نظر

۲ سود کا مقدمہ ادارہ

معارف قرآن

۹ پل صراط سے مسلمانوں کو بھی گزرنا ہو گا؟ حافظ صلاح الدین یوسف

تحقیق و تنقید

۱۳ سانحہ کربلا میں افراط و تفریط کا جائزہ عبد الرحمن عزیز

دارالافتاء

۳۳ قبروں کی بے حرمتی، غیر مسلم عدالتوں کے فیصلے حافظ ثناء اللہ مدنی

فتنہ مغرب زدگی

۵۶ شعائر اسلامیہ کی تضحیک محمد عطاء اللہ صدیقی

اسلام اور سائنس

۳۸ اسلام اور انٹرنیٹ حافظ حسن مدنی

اخبارِ ایام

۶۰ رویت ہلال کمیٹی کا کونسل میں اجلاس پریس ریلیز

۶۳ اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ کا سالانہ اجتماع صدف ریاض

۳۱ عدد

رم الحرام ۱۴۱۹ھ

مئی ۱۹۹۹ء

مدیر اعلیٰ

عبد الرحمن مدنی

مدیر معاون

نور حسن مدنی

لانہ 150 روپے

۱۵ روپے

99 J, Model T

Lahore - 547

Publisher: Hafiz Abdul Rahman Madani Printer: Zahid Bashir Printers, Lahore.

کتاب سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

Ph: 5866476, 5866396,

Email: wtrust@paknet1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

سود کا مقدمہ

آج کل وطن عزیز کے دینی اور قانونی حلقوں میں جو علمی مباحث جاری ہیں، ان میں سودی نظام پر بحث سرفہرست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حرمت سود سے متعلق ایک بہت اہم اپیل کی سماعت عدالت عظمیٰ کے شریعت اپیلیٹ بینچ کے روبرو ہو رہی ہے۔ عدالت عظمیٰ کا یہ فل بینچ مسٹر جسٹس خلیل الرحمن خان کی سربراہی میں مسٹر جسٹس وجیہ الدین احمد، مسٹر جسٹس منیر اے شیخ، مسٹر جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی اور مسٹر جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی پر مشتمل ہے۔ اس اپیل کو موجودہ صورت حال میں مندرجہ وجوہات کی بنا پر اور بھی اہمیت حاصل ہو گئی ہے:

(الف) یہ کہ اگر سود کو حرام قرار دے دیا گیا تو یہ اپیل چونکہ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت کے سامنے زیر سماعت ہے، اس لیے اس کا فیصلہ حتیٰ اور آخری ہو گا۔ اور اس فیصلے کے خلاف کسی بھی سطح پر کوئی نظر ثانی، نگرانی یا دوسری کسی اپیل کا حق کسی فریق کو حاصل نہ رہے گا۔ نتیجہ یہ کہ اس مقدمے کا فیصلہ پاکستان کے دائمی قانون کی حیثیت حاصل کر لے گا۔ اور حکومت سمیت پاکستان کے سب ادارے اس پر عمل درآمد کے پابند قرار پائیں گے۔

(ب) یہ کہ اس فیصلے کے نتیجے میں پاکستان کے مالیاتی نظام میں نہ صرف یہ کہ انقلابی تبدیلیاں آئیں گی، بلکہ وطن عزیز کے مسلمانوں کے طرز زندگی کا نقشہ بھی یکسر بدل جائے گا۔

(ج) یہ کہ پاکستان اور عالمی طاقتوں، بالخصوص عالمی مالیاتی اداروں اور پاکستان کو قرض اور امداد مہیا کرنے والے ممالک کے ساتھ باہمی تعلقات میں بھی زبردست زلزلہ متوقع ہو گا۔ جس کے نتیجے میں قومی معاشی ڈھانچہ شکست و ریخت کا شکار ہو جائے گا یا پھر اس بلبے سے ایک نیا اور خالص اسلامی اقتصادی نظام طلوع ہو گا۔

مناسب ہو گا کہ گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھانے سے قبل موجودہ اپیل کے اسباب و علل پر تھوڑی سی بات ہو جائے۔ ۱۹۹۱ء میں وفاقی شرعی عدالت پاکستان کے روبرو ایک مقدمہ بعنوان ”ڈاکٹر محمود الرحمن فیصل وغیرہ بنام سیکرٹری وزارت قانون، اسلام آباد وغیرہ“ سماعت کے لیے پیش ہوا۔ اس مقدمے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رائج ان متعدد قوانین کو چیلنج کیا گیا تھا جو سودی لین دین سے

مخلوق تھے اور استدعا کی گئی تھی کہ چونکہ قرآن و سنت میں سود کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور آئین حکومت کو اس امر کا پابند کرنا ہے کہ وہ تمام رائج قوانین کو قرآن و سنت میں بیان کردہ اصولوں کے مطابق ڈھالے لہذا ان تمام قوانین کو قرآن و سنت سے متصادم قرار دیا جائے۔ جن میں قانونی طور پر سودی لین دین یا کاروبار کی اجازت پائی جاتی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے فل بچ نے جو مسٹر جسٹس تنزیل الرحمن (چیرمین) مسٹر جسٹس فدا محمد خان اور مسٹر جسٹس عبید اللہ خان پر مشتمل تھا، اس مقدمے کی ۷ فروری ۱۹۹۱ء سے سماعت کا آغاز کیا۔ یہ سلسلہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء تک جاری رہا۔ جس کے نتیجے میں مسئلے کے تمام پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد بچ کے فاضل چیرمین مسٹر جسٹس تنزیل الرحمن نے ۱۵ صفحات پر مشتمل تاریخی فیصلہ صادر کیا۔ اس فیصلے کے چند اہم نکات حسب ذیل ہیں:

(۱) عربی لفظ ربا سے مراد ہر قسم کا سود ہے جس میں تجارتی اور صر فی سود بھی شامل ہیں۔

(۲) قرآن اور سنت کے مطابق ہر طرح کا سود قطعاً حرام ہے۔

(۳) بینک کا سود بھی ربا کی ذیل ہی میں آتا ہے لہذا قرآن و سنت کی روشنی میں ممنوع ہے۔

بینک کی جانب سے کھاتہ داروں کو دی جانے والی اصل زر سے زائد رقم اور قرضوں پر اصل زر سے زائد وصول کی جانے والی تمام رقم سود ہیں اور حرام ہیں۔

(۴) ربا النسیفۃ اور اس کی ذیل میں آنے والی تمام مالیاتی صورتیں بھی ممنوع ہیں۔

(۵) افرایزر کے اثرات زائل کرنے کے لیے انڈکسیشن (اشاریہ بندی) کا رائج نظام بھی سود کی ذیل میں آتا ہے لہذا سختی سے ممنوع قرار پاتا ہے۔

(۶) روپے کی قیمت میں کمی بیشی یا اتار چڑھاؤ کی صورت میں قرض کی مالیت میں اسی نسبت سے تبدیلی بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ اسلام کہتا ہے جتنے روپے یا مقدار میں قرض لو اسی قدر گن یا ماپ کر واپس کرو۔

(۷) مارک اپ بھی سودی نظام میں چور دروازہ کھولنے کے مترادف ہے لہذا یہ بھی ممنوع قرار پاتا ہے۔

مذکورہ بالا صورتوں میں سودی نظام کو ممنوع اور غیر قانونی قرار دینے کے بعد وفاقی شرعی عدالت نے ۲۴ کے لگ بھگ ان قوانین یا ان کی مختلف دفعات کو غیر اسلامی قرار دے کر انہیں قوانین کی کتب سے حذف کرنے کا حکم دے دیا۔ اور حکومت کو ہدایت کی کہ وہ ۳۰ جون ۱۹۹۲ء تک ان قوانین کی جگہ نئے قوانین وضع اور اسمبلی سے باضابطہ طور پر پاس کروانے کے بعد انہیں پاکستان بھر میں نافذ کر دے۔ تاکہ قرآن و سنت کے احکامات پورے ہوں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سودی نظام اپنی تمام اشکال سمیت اپنے آخری انجام کو پہنچ سکے۔

یہ تاریخ ساز فیصلہ صادر ہوتے ہی ایوان ہائے اقتدار کے ساتھ ساتھ ملک کے تمام حکومتی اور پرائیویٹ مالیاتی اداروں میں زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے حکومت اور دیگر تقریباً تمام اہم مالیاتی اداروں اور بنکوں کی جانب سے ۱۸۰ سے زائد اپیلوں کے ذریعے وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ فیصلے کو چیلنج کر دیا گیا۔

حکومت کی جانب سے اپیل پر دینی اور عوامی حلقوں کی جانب سے زبردست احتجاج اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ اور حکومت کے خلاف یہ تاثر ابھر کر سامنے آیا کہ تمام قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی آئینی پابندی اور آئین کے تحت نظام حکومت چلانے کے حلف کے باوجود حکومت خود ہی بدینتی سے کام لے رہی ہے اور سودی نظام زر کو ختم کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہے۔ مسلسل عوامی مطالبے کے پیش نظر آخر کار حکومت کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ وہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت سود کے خلاف اپنی اپیل واپس لے لے گی۔ اس اعلان کے کچھ عرصہ بعد حکومت نے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ کے سامنے واپسی اپیل کی درخواست دائر کی۔ اس درخواست میں حکومت نے اپیل واپس لینے کی استدعا کے ساتھ ساتھ یہ موقف اختیار کیا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے میں اگرچہ سود کو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن ایسے کسی متبادل نظام کا خاکہ وضع نہیں کیا گیا جو سود کے خاتمے کے بعد فوری طور پر رائج کیا جاسکے یا اس کی جگہ لے سکے، اس سلسلے میں بہت سی فنی رکاوٹوں کے علاوہ کئی پیچیدہ سوالات بھی حل طلب ہیں۔ جن پر راہنمائی کے لیے حکومت نے استدعا کی کہ حکومت کو ایک مرتبہ پھر وفاقی شرعی عدالت سے ہدایات حاصل کرنے کے لیے رجوع کا موقعہ دیا جائے۔ مذکورہ بالا درخواست کے دائرہ ہوتے ہی دینی حلقوں میں یہ شور بلند ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کی اجازت حاصل کرنے کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ حکومت اس مقدمے کا ایک اور طویل دور چلا کر لمبا وقت حاصل کرنا چاہتی ہے اور اگر اسے یہ اجازت مل گئی تو غیر سودی نظام کے نفاذ کا مسئلہ ایک مرتبہ پھر کھٹائی میں پڑ جائے گا۔

اس موقع پر جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے وکلاء کا ایک باقاعدہ پینل مقرر کیا۔ تاکہ درخواست کی مشروط واپسی کو روکا جاسکے۔ اس پینل میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے سینئر وکیل محمد اسلمیل قریشی کے علاوہ چوہدری عبدالرحمن اور راقم الحروف بھی شامل ہیں جب کہ اسلامی فقہ کے ماہر اور وفاقی شرعی عدالت کے مشیر علامہ ریاض الحسن نوری بھی اس پینل میں بطور خاص اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ جب حکومت کی مذکورہ بالا درخواست عدالت کے سامنے پیش ہوئی تو جناب محمد اسلمیل قریشی نے اس کی پرجوش مخالفت کی اور موقف اختیار کیا کہ سپریم کورٹ کا شریعت بنچ وفاقی شرعی عدالت کی نسبت وسیع اور اعلیٰ تر فورم ہے۔ اور اگر حکومت کو بعض معاملات میں راہنمائی ہی حاصل کرنا ہے تو وہ موجودہ فورم سے حاصل کر سکتی ہے۔ قریشی صاحب نے دلائل دیتے ہوئے یہ بھی

موقف اختیار کیا کہ اب جب کہ شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف بہت سی اپیلیں زیر سماعت ہیں، ان کی موجودگی میں وفاقی شرعی عدالت اپنے ہی فیصلے پر نظر ثانی نہیں کر سکتی۔ معزز عدالت نے بھی اس امر کا نوٹس لیا کہ اگر حکومت کو اپیل واپس لینے کی اجازت دے بھی دی جائے تو ۱۸۰ کے قریب دیگر اپیلیں بدستور موجود رہیں گی اور ان اپیلوں میں حکومت بھی ایک ضروری فریق کا درجہ رکھتی ہے۔ لہذا ایک اپیل کی واپسی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ نتیجہ یہ کہ حکومت کی جانب سے اپیل واپس لینے کی درخواست کو پذیرائی حاصل نہ ہو سکی۔ اور معزز عدالت نے حکم جاری کیا کہ مقدمہ کی زبردست اہمیت کے پیش نظر اس کی سماعت روزانہ بنیادوں پر کی جائے گی۔

معزز عدالت نے مقدمہ میں زیر تجویز بعض پیچیدہ اور اہم فقہی سوالات پر رہنمائی کے لیے فریقین کے وکلاء حضرات کے علاوہ بینکنگ کے ماہرین، اسلامی بنکاری میں درک رکھنے والے سکالرز اور علماء کرام سے اپیل کی کہ اپنے نقطہ ہائے نظر سے عدالت کو آگاہ کریں۔ اس صلائے عام کے علاوہ معزز عدالت نے خود بھی اسلامی بنکاری سے متعلق کچھ سکالرز اور علماء کو بذریعہ خطوط دعوت دی کہ وہ عدالت میں آکر سود سے متعلقہ سوالات پر اپنی رائے سے فاضل ارکان بیچ کو آگاہ کریں۔ معزز عدالت کی دعوت پر اب تک اسلامی بنکاری کے ماہرین میں سے سید محمد طاہر، ڈاکٹر وقار اسلم خان کے علاوہ جدہ سے معروف بینک سکالر عبد الکریم چھاپرہ اور ایک دوسرے صاحب عبد الودود خاں پیش ہو کر تفصیلی دلائل مکمل کر چکے ہیں۔ ان کے بعد کراچی کے معروف قانون دان خالد اسلم، حبیب بینک اور نیشنل بینک آف پاکستان کے نمائندے بھی اپنے دلائل عدالت کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔

فاضل عدالت نے خود اپنی اور وکلاء حضرات سکالرز اور علماء کرام کی سہولت کے لیے از خود بھی کچھ سوالات تیار کیے ہیں۔ یہ سوالات زیر سماعت ۱۸۰ اپیلوں میں اٹھائے گئے نکات کا عطر ہیں۔ اور ان کے جوابات ہی دراصل سود سے متعلق اس اہم مقدمے کے فیصلے میں بنیادی کردار ادا کریں گے۔ شریعت اہلیٹ بیچ سپریم کورٹ آف پاکستان کی طرف سے جاری کردہ انگریزی زبان کے ان دس سوالات کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:

- ۱۔ قرآن پاک نے سود ”ربا“ کی ممانعت کر دی ہے۔ اس اصطلاح سے کیا مراد ہے؟..... قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں ”ربا“ کی حقیقی تعریف اور معنویت کیا ہے؟
- ۲۔ مالیاتی لین دین کا وہ کون سا حقیقی امکان ہے جس پر ”ربا“ کی پابندی حاکم ہوتی ہے؟ کیا ”ربا“ کی اصطلاح کا بنکوں اور مالیاتی اداروں کے دیئے گئے قرضوں اور ان پر عائد کردہ سود پر بھی اطلاق ہوتا ہے؟
- ۳۔ پاکستانی بینک اور بعض مالیاتی ادارے اپنے گاہکوں کو مارک آپ پر دوبارہ خریداری کے معاہدوں کی بنیاد پر رقم دیتے ہیں۔ اس طریق کار کے تحت بینک کا گاہک یہ مراد لیتا ہے کہ وہ ایک مخصوص جنس بینک کو

فروخت کرتا اور عین اسی وقت اس جنس کو مؤثر شدہ ادائیگی کی بنیاد پر زیادہ قیمت کے عوض دوبارہ خرید لیتا ہے۔ مارک آپ کی کوئی شرح (فی صد سالانہ) کا اطلاق دوسری فروخت پر ہوتا ہے۔ کیا یہ معاہدہ ”ربا“ کے زمرے میں آتا ہے؟

۴۔ کیا ربائی حرمت کے معاملہ میں ایک مسلمان اور غیر مسلم کے مابین کوئی فرق ہے؟ کیا ”ربا“ کی حرمت کا دائرہ غیر مسلموں سے لئے گئے قرضوں یا ایسے مسلم ممالک جن کے قوانین اور قومی پالیسیاں، بین الاقوامی مالیاتی قوانین اور پالیسیوں سے منسلک نہیں اور جو صدر مملکت پاکستان کے کنٹرول میں نہیں ہیں، تک بڑھایا جاسکتا ہے؟

۵۔ حکومت پاکستان اور اس کے زیر کنٹرول بعض ادارے بانڈز اور سرٹیفکیٹس وغیرہ جاری کر کے قرضے حاصل کرتے ہیں اور ایسے سیکورٹی بانڈز کے حامل افراد کو مقررہ ہر مدت کے بعد منافع ادا کرتے ہیں۔ کیا یہ منافع ”ربا“ کی تعریف میں آتا ہے؟

۶۔ یہ امر واضح ہے کہ کاغذ کی کرنسی افراط زر کی صورت حال میں اپنی قیمت کم کرنے کے رجحان کی حامل ہے۔ ایک قرض دار جو پیپر کرنسی کی اپنی مخصوص رقم اگر بطور قرض حاصل کرتا ہے تو جب وہ یہ رقم ایک سٹے شدہ مدت کے بعد اپنے قرض خواہ کو لوٹاتا ہے تو قرض خواہ افراط زر کی وجہ سے نقصان اٹھا سکتا ہے۔ اگر قرض خواہ اپنے قرض دار سے اپنے نقصان کی تلافی کے لیے مزید رقم ادا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو کیا یہ مطالبہ سود طلب کرنے کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے؟

۷۔ اگر سود یا مارک آپ کی تمام اقسام اسلامی احکامات کے خلاف قرار دادے دیئے جائیں تو آپ فنانسنگ کے کیا طریقہ ہائے کار تجویز کرتے ہیں: (الف) تجارت اور صنعت کی فنانسنگ (ب) بجٹ کے خسارہ کی فنانسنگ (ج) بیرونی قرضوں کا حصول (د) اسی نوعیت کی دیگر ضروریات اور مقاصد

۸۔ اگر آپ کے خیال میں سود کی تمام اقسام شرعی طور پر حرام ہیں تو حقیقت سے اس کے خاتمہ کے لیے آپ کیا طریق کار تجویز کرتے ہیں؟ کیا آپ موجودہ اقتصادی نظام کو فوراً ختم کر دیں گے یا قومی معاشی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تدریجی عمل تجویز کریں گے؟ اگر آپ تدریجی عمل کو ترجیح دیتے ہیں تو آپ اس مقصد کے لیے کیا حکمت عملی تجویز کرتے ہیں جو قرآن و سنت کے تقاضوں کو مطابق ہو۔

۹۔ اگر سود پر مبنی تمام مالیاتی لین دین اسلامی احکامات کے خلاف قرار دیئے جائیں تو اس پر مبنی لین دین اور معاہدوں کا کیا حشر ہو گا خصوصاً حکومت کو ماضی میں لئے گئے غیر ملکی قرضوں کے ضمن میں کیا طریق کار اختیار کرنا چاہیے؟

۱۰۔ کیا قرض خواہ اس وقت منافع کی کوئی شرح اور وقت مقرر کر سکتا ہے جب قرض داریہ کہتا ہے کہ ان شاء اللہ طے شدہ وقت پر کمانے اور رقم واپس کرنے کے قابل ہو جائے گا جس میں ناکام رہنے پر ضمانتی منافع دے سکتا ہے۔ زیادہ رقم کے علاوہ یونس یا داہنگی میں تاخیر اگر رو رکھی گئی کا معاوضہ طلب کر سکتا ہے۔ نیز قرض کے سلسلہ میں رکھی گئی دیگر شرائط کو بروئے کار لا سکتا ہے؟ اگر مذکورہ منافع کے لیے انشورنس کا نظام متعارف کرایا جائے تو کیا صورت ہوگی؟

ان سوالات پر علماء کرام کو متحرک کرنے اور ایک متفقہ لائحہ عمل اپنانے کی غرض سے مورخہ ۱۳ مارچ کو ادارہ محدث میں الہمدیٹ مکتبہ فکر کے نامور علماء کرام اور مدارس کے شیوخ الحدیث کو دعوت فکر دی گئی اور اسلامک ریسرچ کونسل (مجلس التحقیق الاسلامی) کی لائبریری میں ایک اہم اور بھرپور اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مختلف شہروں سے درج ذیل علماء نے شرکت کی:

شیخ الحدیث مولانا عبد العزیز علوی (جامعہ سلفیہ، اسلام آباد)، شیخ الحدیث مولانا عبد الحمید ہزاروی (جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ)، حافظ صلاح الدین یوسف (ادارہ محدث، لاہور)، حافظ عبد الرشید ازہر (مکتب المدعوۃ السعودی) مولانا محمد یونس بٹ (وفاق المدارس السلفیہ)، مولانا حافظ محمد شریف صاحب (مرکز التربیہ، فیصل آباد) مولانا ارشاد الحق اثری (ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد) مولانا حافظ مسعود عالم (فیصل آباد)، ڈاکٹر صدیق الحسن (مجلس التحقیق الاسلامی) اور دیگر علماء کرام.....

اس اجلاس میں ان سوالات پر جب غور و فکر کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ فاضل عدالت عظمیٰ کی طرف سے جاری کردہ سوالات اکثر وہی ہیں جو وفاقی شرعی عدالت نے اپنی بحث کے آغاز میں متعین کئے تھے۔ اس لیے ان تمام سوالات پر مشتمل مباحث و مسائل وفاقی شرعی عدالت میں زیر بحث آچکے ہیں۔ اصل مسئلہ صرف عزم و ارادہ کے فقدان اور ابتدائی مشکلات کا ہے۔ اگر حکومت آج سودی نظام کے خاتمے کا عزم صادق کر لے اور ایمانی قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے غیر سودی نظام کو اپنانے کا فیصلہ کر لے، تو ابتداء میں یقیناً کچھ مشکلات سامنے آئیں گی، جیسا کہ ہر نئے نظام کے نفاذ کے آغاز پر آتی ہیں۔ لیکن اگر عزم صادق ہو تو مشکلات کی گھائی عبور کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔

اس سلسلہ میں مدیر اعلیٰ محدث مولانا حافظ عبد الرحمن مدنی کو بھی معزز عدالت نے اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ حافظ صاحب نے مسئلہ زیر بحث کی ہمہ گیری اور اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے اسلامک ریسرچ کونسل کے زیر اہتمام دوبارہ کافی وسیع پیمانے پر اور قدرے بڑے دائرہ کار میں معاشی ماہرین، صحافیوں، وکلاء، اقتصادیات کے پروفیسر صاحبان اور علماء کرام کا ایک اہم اجلاس ۱۱ اپریل کو ادارہ محدث میں طلب کیا۔ اجلاس کے دعوت نامے کے ساتھ سپریم کورٹ کے ان سوالات کا اردو ترجمہ بھی ارسال کر کے ماہرین سے ان کے بارے میں رائے کا تقاضا کیا گیا۔ اس اجلاس میں حافظ

عبدالرحمن مدنی کے علاوہ حافظ صلاح الدین یوسف (مشیر وفاقی شرعی عدالت)، حافظ عبدالوحید، پروفیسر عبدالجبار شاہ، جناب عطاء الرحمن (سینئر صحافی) جناب عطاء اللہ صدیقی (معروف محقق)، پروفیسر ممتاز احمد سالک (پنجاب یونیورسٹی)، پروفیسر مقصود الرحمن (قانون دان)، خواجہ محمد شریف (نچ انکم ٹیکس) پروفیسر عظمت شیخ (گورنمنٹ کالج، لاہور) اور پروفیسر عبدالحمید ڈار (پرنسپل منصورہ کالج)، شیخ قمرالحق (معروف تاجر) کے علاوہ متعدد حضرات نے شرکت کی اور مذکورہ بالا دس سوالات کی روشنی میں اظہار خیال کیا گیا۔

اجلاس کی عمومی یہی رائے تھی کہ اسلام نے سود کو ہر صورت میں حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے بنکوں کے جاری کردہ قرضے، بین الاقوامی قرضے اور دیگر ہر طرح کا سودی لین دین اسلامی فقہ کی روشنی میں قطعی ممنوع ہے..... چونکہ یہ موضوع اور اس کے بارے میں پوچھے جانے والے سوالات قدرے دقیق، علمی و عملی اور اہم نوعیت کے ہیں، علاوہ ازیں سپریم کورٹ میں ان دنوں ان پر خوب زور و شور سے بحث بھی ہو رہی ہے، لہذا عنقریب نسبتاً کامل تر صورت میں اور مستقل مضمون کے طور پر علمی مباحث اور ان علمی مجالس میں ہونے والی بحثوں اور سفارشات کو محدث کے اوراق پر جگہ دی جائے گی۔

محترم مدیر اعلیٰ محدث نے بھی ان تمام سوالات کے تفصیلی جوابات دیتے ہوئے اس موضوع پر بڑے قیمتی نکات اٹھائے ہیں۔ آپ سپریم کورٹ میں اپنے بیان کو بھی تحریری شکل دے چکے ہیں، جسے عدالت کے سامنے پیش کرنے کے بعد ضروری اضافہ جات کے ساتھ آئندہ شمارہ جات میں محدث میں شائع کیا جاتا رہے گا..... ان شاء اللہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان پاکستان کو اس اہم قانونی مرحلہ پر سرخروئی نصیب فرمائے اور سود کی لعنت سے جلد از جلد جان چھڑا کر پاکستان دنیا بھر کے سامنے جدید اسلامی اقتصادیات کی مثال پیش کرنے میں کامیاب ہو کہ یہ اہالیان پاکستان کی دیرینہ دلی خواہش بھی ہے اور قیام پاکستان کا بنیادی تقاضا بھی۔

(ڈاکٹر ظفر علی راجا)

اساتذہ کرام! میں طالبات کے لئے فیروزین (سریپ) کے اسٹالٹہ کیلیم مٹی سے شروع ہو گئے ہیں، جس کیلئے بنیادی اہلیت میٹرک ہے۔ کورس ۱۰ جون سے ۲۸ اگست تک جاری رہے گا۔ طالبات کو پڑھائے جانے والے کورسز میں ترجمہ قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ، فقہ و عقائد، ضروری احکام و مسائل، عربی گرامر اور تجوید کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر، پینٹنگ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مکمل باپردہ ماحول میں خواتین شاف کے ساتھ خصوصی امتیاز سے اس کورس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ روزانہ صبح بجے ۱۲ بجے تک کلاسیں ہوں گی، پک اینڈ ڈراپ کا بھی انتظام موجود ہے۔ کورس کی تکمیل پر اسناد دی جائیں گی اور خواہشمند طالبات کو اسکے بعد ایک سالہ کورس میں داخلہ کے مواقع حاصل ہونگے۔ معمولی سے رڈ بدل کے ساتھ ہی کورس شام کے اوقات میں طلبہ اور مرد حضرات کیلئے بھی کر لیا جا رہا ہے۔

تقریبات اپنے فوری، اعلیٰ ترس، افترا، باہمی استیصال، دشمنی سے اس ناکوں، دور: جون ۱۹۶۱ء-۱۹۶۲ء

کیا پل صراط سے مسلمانوں کو بھی گزرنا ہوگا؟

حافظ صلاح الدین یوسف

کیا پل صراط سے مسلمانوں کو بھی گزرنا ہوگا؟

سوال: قرآن کریم کی آیت ہے: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ثُمَّ نُنْجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثْيًا﴾ (سورہ مریم: ۷۱، ۷۲)

”اور تم میں سے ہر شخص کو اس جہنم میں وارد ہونا ہے، یہ تیرے رب کا طے شدہ فیصلہ ہے، پھر ہم ان لوگوں کو نجات دے دیں گے جو پرہیزگار ہوں گے اور ظالموں کو ہم اسی (جہنم) میں گھسٹوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔“

صاحب ”تذکر قرآن“ نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ منکم میں خطاب صرف کافروں سے ہے اس کا مخاطب تمام انسانوں کو قرار دینا، چاہے وہ مومن ہوں یا کافر؟ مفسرین کی غلطی ہے اور یہ قرآن کریم کی دوسری آیت کے بھی خلاف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اہل ایمان جہنم سے دور رکھے جائیں گے ﴿أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ (سورہ الانبیاء: ۱۰۱)

کیا مفسر مذکور کا یہ کہنا صحیح ہے؟ ہم تو یہی سنتے آئے ہیں کہ اس آیت کی رو سے ہر مسلمان اور کافر جہنم میں ضرور جائے گا، پھر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے گزار دے گا اور کافر جہنم میں ہی رہ جائیں گے۔ اس بارے میں آپ سے وضاحت کی درخواست ہے۔ (ڈاکٹر عثمان، لاہور)

جواب: ”تم میں سے ہر ایک“ کا مخاطب کون ہے؟ آیا وہی کفار ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے صیغہ غائب کے ساتھ آیا ہے، اور اب یہاں انہی سے بصیغہ خطاب یہ کہا جا رہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو جہنم میں ضرور جانا ہے۔ یا اس کے مخاطب تمام انسان ہیں چاہے وہ مومن ہیں یا کافر؟

بعض لوگوں نے پہلا مفہوم بھی اگرچہ بیان کیا ہے، تاہم مفسرین اُمت نے دوسرے مفہوم کو ہی زیادہ صحیح اور اولیٰ بالصواب قرار دیا ہے کیونکہ اس کی تائید ان متعدد صحیح احادیث سے ہوتی ہے جو مختلف صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ ان احادیث میں اس کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جہنم کے اوپر ایک پل بنایا جائے گا جس کو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں الصراط یا جسرِ جہنم کہا گیا ہے اور اسی اعتبار سے امام بخاریؒ نے باب کا عنوان یوں باندھ لیا ہے باب الصراط جسرِ جہنم ”الصراط کا بیان جو جہنم کا پل ہے“

ہماری زبان میں یہ ”پل صراط“ کے نام سے معروف ہے۔ اس کی مزید وضاحت ایک صحابی

کیا پل صراط سے مسلمانوں کو بھی گزرنا ہوگا؟

رسول نے اس طرح کی ہے ”ان الجسر أدق من الشعرة و أحد من السيف“ (صحیح مسلم: الایمان، رقم ۱۸۳) ”پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا“ احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اس پل میں لوہے کے آکڑے اور نہایت خطرناک کانٹے ہوں گے اور یہ ایسی جگہ ہوگی جس میں قدم قدم پر لڑکھڑانے کا تو امکان ہوگا، ثبات واستقرار کا نہیں۔ یہ آکڑے اور کانٹے وغیرہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اچکیں گے، اور جن کی بابت اللہ چاہے گا، ان کو اپنی گرفت میں لے لیں گے۔ علاوہ ازیں امانت اور رحم کو اللہ تعالیٰ ایک جسمانی وجود عطا فرمائے گا اور یہ بھی اس پل صراط پر دائیں اور بائیں دونوں جانب کھڑے ہوں گے اور خانیوں اور قطع رحمی کرنے والوں کا مواخذہ کریں گے۔ نبی ﷺ اس پل پر کھڑے دعا مانگ رہے ہوں گے: رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ ”اے رب! سلامتی عطا فرما، سلامتی عطا فرما۔“ حضور ﷺ نے مزید فرمایا: ”اس پل کو سب سے پہلے عبور کر نیوالے میں اور میرے ساتھی ہوں گے۔“

اس پل پر سے ہر مؤمن و کافر کو گزرنا ہوگا۔ مؤمن تو اپنے اپنے اعمال کے مطابق جلدیاد پر گزر جائیں گے: کچھ پلک جھپکنے میں، کچھ بجلی اور ہوا کی طرح، کچھ پرندوں کی طرح، کچھ عمدہ گھوڑوں اور تیز رواں فراد کی طرح اور کچھ گرتے پڑتے اور گھسٹتے ہوئے۔ یوں کچھ لوگ بالکل صحیح سالم، کچھ زخمی تاہم پل عبور کر لیں گے اور کچھ جہنم میں گر پڑیں گے، جنہیں بعد میں شفاعت کے ذریعے سے نکال لیا جائے گا۔ لیکن کافر اس پل کو عبور کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے اور سب جہنم میں گر پڑیں گے (یہ وہ تفصیلات ہیں جو حدیث کی صحیح ترین کتابوں، بخاری اور مسلم میں بیان ہوئی ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری: الصلوٰۃ، باب فضل السجود۔ الرقاق، باب الصراط جسر جہنم۔ التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَجُزْءٌ يَوْمَئِذٍ نَّاسِرَةٌ﴾ رقم ۸۰۶، ۶۵۷۳، ۷۴۳۹، ۷۴۳۷..... صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب معرفة طریق الرؤیة، رقم ۱۸۲، ۱۸۳۔ باب أدنی أهل الجنة منزلة فیہا، رقم ۱۹۱، ۱۹۵) اس کی مزید تائید ذیل کی صحیح احادیث سے ہوتی ہے:

(۱) حضرت ام مبشرؓ فرماتی ہیں کہ ایک موقع پر نبی ﷺ نے (اُمّ المؤمنین) حضرت حفصہؓ سے فرمایا، ان شاء اللہ ان اصحاب شجرہ میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا جنہوں نے اس درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت کی تھی۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ”تم میں سے ہر شخص کو اس جہنم میں وارد ہونا ہے“؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: (یہ تو ٹھیک ہے لیکن اسکے بعد ہی) اللہ نے فرمایا: ”پھر ہم متقیوں کو نجات دے دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھنٹوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے“ (صحیح مسلم: فضائل الصحابة، باب من فضائل أصحاب الشجرة رقم ۲۴۹۶)

(۲) حضرت ابوسبہؓ (ایک تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ہمارے درمیان دُرود (آیت میں مذکور جہنم میں داخل ہونے) کے بارے میں اختلاف ہو گیا، بعض نے کہا کہ مؤمن جہنم میں داخل نہیں ہوں

کیا پل صراط سے مسلمانوں کو بھی گزرنا ہوگا؟

گئے اور بعض نے کہا کہ مؤمن اور کافر سب جہنم میں جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اہل ایمان و تقویٰ کو نجات عطا فرمادے گا۔ چنانچہ (اس اختلاف کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے) میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے ملا اور یہ دونوں رائیں ان کے سامنے پیش کیں، تو انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں اور فرمایا کہ میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو کہ ورود داخل ہونے کے معنی میں ہے یعنی ہر نیک اور بد جہنم میں ضرور جائے گا، لیکن جہنم مؤمنوں پر اس طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی، جیسے حضرت ابراہیم پر ہو گئی تھی..... پھر اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو نجات عطا فرمادے گا اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑ دے گا (الفتح الربانی: ۲۰۹/۱۸) وقال الہیثمی رواہ أحمد ورجالہ ثقات، مجمع الزوائد: ج ۷، ص ۵۵، تفسیر سورہ مریم (سنن ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بھی اس آیت کی یہی تفسیر منقول ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن اور شیخ البانی حفظہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ (ترمذی: کتاب تفسیر القرآن، رقم ۳۱۵۹، ۳۱۶۰)

(۳) ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا ”جس کے تین بچے بلوغت سے پہلے وفات پا گئے، اسے آگ نہیں چھوئے گی، مگر صرف قسم حلال کرنے کے لیے“ (صحیح بخاری: الجنازہ، باب فضل من مات له ولد فاحتسب۔ مسلم: کتاب البر، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبہ)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: وَإِنْ مَنَّكُمْ مِّنْ وَادِّ قِسْمٍ كَوْمُتَضَمِّنْ ہے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے (پھر انہوں نے یہی مذکورہ حدیث إِلَّا تَحَلَّةُ الْقِسْمِ بیان کی ہے) گویا اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں، ایک تو یہ کہ اس آیت میں وادِّ قسم کے مفہوم کو شامل ہے دوسری یہ کہ ہر مؤمن و جنتی بھی جہنم میں ضرور داخل ہوگا۔

ایک ضروری وضاحت

ورود کے معنی بعض نے ”داخل ہونے کے“ اور بعض نے ”صرف گزرنے کے“ کیے ہیں، امام قرطبیؒ اور امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں معنوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ مؤمن پل صراط پر سے گزریں یا جہنم کے اندر سے گزریں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ ان کے لیے جہنم کی آگ بھی ہوئی ہوگی اور انہیں کچھ نہیں کہے گی۔ ان کا دخول، دخول سلامت ہوگا۔

امام قرطبیؒ نے یہاں ایک اور سوال اٹھایا ہے کہ کیا انبیاء علیہم السلام بھی جہنم میں داخل ہوں گے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا: ہم اس کا اطلاق تو نہیں کرتے، لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ تمام مخلوق جہنم میں وارد ہوگی، جیسا کہ اس پر حضرت جابرؓ کی حدیث دلالت کرتی ہے۔ پس نافرمان تو جہنم میں اپنے جرائم کی وجہ سے داخل ہوں گے اور اولیاء و مسحاء ان کی شفاعت کرنے کے لیے۔ اس لیے ان

کیا ہل صراط سے مسلمانوں کو بھی گزرتا ہوگا؟

دونوں داخلوں میں عظیم فرق ہے۔ (تفسیر القرطبی: ۱۳۹/۶)

اس سے معلوم ہوا کہ ورد کے معنی گزرنے کے کیے جائیں یا داخل ہونے کے، ان میں کوئی منافات اور تضاد نہیں کیونکہ دونوں کا مقصد اور مآل ایک ہی ہے کہ اہل ایمان خیر و عافیت سے یا قدرے مشقت سے جہنم کے پل سے یا جہنم کے اندر سے گزر جائیں گے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ ایک اور شبہ کا ازالہ

مذکورہ وضاحت سے اس شبہ کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے جو بعض لوگ پیش کرتے ہیں کہ نیک لوگوں کی بابت تو سورۃ الانبیاء میں کہا گیا ہے ﴿أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا﴾ ”وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے، وہ اس کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے“، جب کہ مذکورہ تفسیر اس آیت قرآنی کے خلاف ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ زیر بحث آیت کی جو تفسیر کی گئی وہ صحیح ترین احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے، وہ قرآن کریم کی کسی دوسری آیت کے خلاف کس طرح ہو سکتی ہے؟ جن لوگوں کو وہ تفسیر سورۃ الانبیاء کی آیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے، ان کا اپنا فہم و تدبر قرآن ناقص ہے، کیونکہ وہ حدیث رسول کے مقابلے میں اپنے فکر و تدبر کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ کیا اس شوخ چشمانہ جرات سے وہ صاحب قرآن (پیغمبر اسلام) سے زیادہ فہم قرآن کے حامل ہو جائیں گے؟ نہیں، ہر گز نہیں۔ صاحب قرآن کی بیان کردہ تفسیر ہی قرآن کی اصل تفسیر ہے۔ آج کل جدید مفسرین قرآن فہمی کے کتنے ہی بلند بانگ دعوے کریں، حدیث رسول کے مقابلے میں ان کی قرآن فہمی کی حیثیت پرکاش کے برابر بھی نہیں۔

بہر حال عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ جب اہل ایمان جہنم کے اوپر سے یا جہنم کے اندر سے اس طرح گزر جائیں گے کہ ان کو جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں۔ تو پھر یہ تفسیر ﴿أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ کے خلاف کس طرح ہوئی؟ اس آیت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اہل ایمان جہنم کے عذاب سے دور رہیں گے اور زیر بحث آیت کی تفسیر میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے، جس کی تائید دوسری آیت ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا﴾ سے بھی ہوتی ہے، تو پھر ان میں منافات اور تضاد کہاں رہا؟

مفسرین نے بھی اس نکتے کی وضاحت فرمادی ہے..... چنانچہ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

”ولا منافاة بين هذه الآية وقوله تعالى ﴿أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ لأن المراد

مبعدون عن عذابها“ (تفسیر روح المعانی: ج ۱۶، ص ۱۲۲)

”یہ آیت اللہ کے قول ﴿أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ کے منافی نہیں، اس لیے کہ مراد جہنم

سے دور رکھے جانے سے، اس کے عذاب سے دور رکھا جانا ہے“

اور امام قرطبی فرماتے ہیں:

معنی قوله ﴿أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ عن العذاب فيها والإحراق بها، قالوا

کیا پل صراط سے مسلمانوں کو بھی گزرنا ہوگا؟

فمن دخلها وهو لا يشعر بها ولا يحسن منها وجعا ولا آلتا فهو مبعد عنها في الحقيقة ويستبدلون بقوله تعالى ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا.....﴾ فثُمَّ تَدُلُّ عَلَى نَجَاء بَعْد الدُّخُول (تفسير القرطبي: ۱۳/۷۶)

”﴿أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ کے معنی ہیں، اس کے عذاب سے اور اس میں جلائے کی سزا سے دور رکھے جائیں گے، پس جو اہل ایمان میں سے اس میں داخل ہوگا، اس کو یہ احساس ہی نہیں ہوگا کہ وہ جہنم میں ہے، نہ اس میں کوئی درد یا تکلیف محسوس کرے گا۔ پس یہ حقیقت میں دور رکھا جاتا ہے، اس نقطہ نظر کے حاملین کی دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”پھر ہم ان لوگوں کو نجات دے دیں گے جو متقی ہوں گے“ پس ﴿ثُمَّ﴾ (پھر) داخل ہونے کے بعد نجات پر دلالت کرتا ہے۔“

﴿كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾..... یعنی ہر ایک کا جہنم میں جانا، اللہ کا طے شدہ فیصلہ ہے۔ بعض نے اس کے معنی قسم واجب کے کئے ہیں، ایسی قسم جس پر ضرور عمل ہوگا۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کہ مؤمن و کافر کا ورود جہنم پر سے یا جہنم میں ضرور ہوگا۔

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾..... ان الفاظ سے بھی واضح ہے کہ جہنم میں تو سب جائیں گے، لیکن اہل ایمان و تقویٰ کو تو اس کے عذاب سے بچا لیا جائے گا، البتہ کافروں اور مشرکوں کو اسی میں چھوڑ دیا جائے گا، کیونکہ ان کے لیے جہنم کا عذاب دائمی ہے، اس سے وہ کبھی نجات نہیں پائیں گے۔ تاہم اہل ایمان و توحید کی ایک قسم ایسی بھی ہوگی جن کے ذمے کبیرہ گناہ ہو س گئے اور دنیا میں انہوں نے اس سے توبہ نہ کی ہوگی۔ ان کا معاملہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہوگا، وہ چاہے گا تو اپنے فضل و کرم سے ابتدا ہی میں معاف فرمادے گا، اس صورت میں وہ بھی جہنم سے بچر و عافیت نکل جائیں گے اور اگر اللہ کی مشیت ان کے گناہوں کے مطابق ان کو سزا دینے کی ہوگی، تو یہ بھی، جب تک اللہ چاہے گا، جہنم میں رہیں گے اور جہنم کی سزا بھگتیں گے، پھر بعد میں شفاعت کے ذریعے سے یا اللہ کے فضل و کرم کی وجہ سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے.....

اس کے برعکس معتزلہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب مسلمان ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور مَرَجَّةٌ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سے مسلمان کے ایمان میں کوئی خرابی ہی پیدا نہیں ہوتی، اس لیے وہ جہنم میں ہی نہیں جائے گا۔ یہ دونوں نقطہ نظر انتہا پسندانہ ہیں۔ ایک سے انسان اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے اور دوسرے سے انسان بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب پر دلیر۔ اس لیے اہل سنت کا موقف ہی معتدل ہے، علاوہ ازیں اس سے بظاہر متعارض دلائل میں جمع و تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ کسی بھی نص کے مفہوم میں تبدیلی یا اس کی دور از کار تاویل کرنے ضرورت پیش نہیں آتی۔ ☆ ☆

سانحہ کربلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

زیر نظر مضمون میں واقعہ کربلا میں افراتو قفریہ کا ایک جائزہ پیش کرتے ہوئے غزوہ قسطنطنیہ میں امارت کے مسئلہ پر تحقیقی انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس سے تاریخ اسلام کے اہم ترین واقعہ ”کربلا“ کے بارے میں حقیقت پر مبنی بعض پہلوؤں کی نشاندہی کر کے حقیقی صورتحال اور صحیح تاثر اجاگر کرنا مقصود ہے..... وما توفیق الا باللہ

(۱) حضرت حسنؑ کی امیر معاویہؓ سے مصالحت اور بیعت اور کوفیوں کی حضرت حسینؑ کو درغلانے کی کوشش: حضرت حسنؑ نے جب اپنے حواریوں سے تنگ آکر حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت کر کے بیعت خلافت کی تو سبائیوں کو انتہائی ناگوار گزرا، ان کی برابر کوشش یہی تھی کہ صلح نہ ہونے پائے چنانچہ سبائی لیڈر حجر بن عدیؓ نے حضرت حسنؑ سے اس سلسلہ میں گفتگو کی تو حضرت حسنؑ نے اسے بڑی سختی سے ڈانٹا تو اس نے حضرت حسینؑ سے رابطہ کیا تو حضرت حسینؑ نے فرمایا کہ

إنا قد بايعنا وعاهدنا ولا سبيل إلى نقض بيعتنا (اخبار الطوال، ص ۲۳۴)

”بلاشبہ ہم نے بیعت کی اور معاہدہ کیا ہے اور اب اس معاہدہ کو توڑنے کا کوئی امکان نہیں“
ڈاکٹر طحطاوی حسینؑ نے اپنی تازہ تصنیف میں اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ.....

”حضرت حسینؑ اپنے بھائی حضرت حسنؑ سے اتفاق رائے نہ رکھتے تھے بلکہ اس پر لڑائی میں چلنے پر زور دیا تو حضرت حسنؑ نے منع کیا اور ڈر لیا کہ اگر میری اطاعت نہ کی تو بیڑیاں پہنادی جائیں گی۔“ (علی و بنوہ، ص ۲۰۳)

نیز الإمامة والسياسة کے مؤلف نے لکھا ہے کہ (ص ۱۷۳)

”حضرت حسینؑ نے کوئی لیڈر سلیمان بن مرد کو یہ جواب دیا تھا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں خاموشی سے بیٹھا رہے، جب تک معاویہ زندہ ہے کیونکہ واللہ میں نے اس کی بالکراہت بیعت کی ہے“..... ”فإن هلك معاوية نظرننا ونظرتم ورائنا ورأيتم“

حضرت حسنؑ کی وفات کی خبر سن کر کوفیوں نے پھر حضرت حسینؑ کو درغلانے کی کوشش کی اور جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب نے حضرت حسینؑ کو خط لکھا جس میں مرقوم تھا کہ.....

☆ خطیب جامع مسجد اہل حدیث..... حسین خانوالہ، پتوکی

سراخہ کر بلا اور غزوہ قسط طیبہ کی امارت کا مسئلہ

”فإن كنت تحب أن تطلب هذا الأمر فاقدم علينا فقد وطننا أنفسنا معك“

”اگر آپ کو خلافت کی طلب ہے تو ہمارے پاس تشریف لائیے، ہم نے اپنی جانوں کو آپ

کے ساتھ مرنے پر وقف کر دیا ہے“ (اخبار الطوال، ص ۲۳۵)

حضرت حسینؑ نے جواباً لکھا کہ

”تم اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہو جب تک معاویہ زندہ ہے کوئی حرکت نہ کرو، جب ان

کا وقت آ گیا اور میں زندہ رہا تو اپنی رائے سے مطلع کر دوں گا..... ایضاً“

(۲) حضرت امیر معاویہؓ کی وفات اور امیر یزیدؓ کی تخت نشینی

چنانچہ ۲۲ رجب ۶۰ھ کو حضرت امیر معاویہؓ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، اور امیر یزیدؓ تخت

نشین ہوا تو والی مدینہ حضرت ولید بن عقبہ بن ابی سفیان نے حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

سے بیعت کا مطالبہ کیا تو انہوں نے مہلت مانگی، جو نبی مہلت ملی تو دونوں نے مکہ مکرمہ کا رخ کیا۔ رستہ

میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پوچھا: کیا خبر ہے؟ تو حضرت

حسینؓ اور ابن زبیرؓ نے کہا کہ ”موت معاویہ و بیعة یزید“ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ

”اتقیا الله ولا تفرقا جماعة المسلمين“

”تم دونوں اللہ سے ڈرو اور جماعت المسلمین میں تفرقہ نہ ڈالو۔“ (طبری، ص ۱۹۱/۶)

لیکن حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ واپس نہ ہوئے اور حضرت ابن عمرؓ مدینہ منورہ

چلے گئے اور حضرت ولید بن عقبہ کے پاس جا کر بیعت کی اور تادم آخر اسی پر قائم رہے (طبری

ص ۱۳۶)

یہی مضمون بغیر الفاظ، تاریخ ابن خلدون، ص ۵/۱ کتاب ثانی، تاریخ اسلام از صادق حسین،

ص ۴۰ ج ۲، تاریخ بنو امیہ ص ۳۶، پر موجود ہے۔ طالب تفصیل کو کتب مذکورہ کی طرف رجوع کرنا

چاہئے۔

(۳) اہل کوفہ کے خطوط اور حضرت مسلم بن عقیل کی سوئے کوفہ روایتی

جب اہل کوفہ کو آپ کے مکہ مکرمہ تشریف لانے کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں

(۱) امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ مدینہ والوں نے جب یزید کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی اولاد اور

ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ قیامت کے روز ہر غدار کے لئے ایک

جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور ہم نے اللہ و رسولؐ کے حکم کے مطابق یزید کی بیعت کی ہے اور میں اس سے بڑی اور کوئی غداری

نہیں سمجھتا کہ ہم اللہ و رسولؐ کے حکم کے مطابق ایک آدمی کی بیعت کریں اور پھر اس سے لڑائی شروع کر دیں اور جس

آدمی نے بھی یزید کی بیعت کر کے توڑ دی، اس کا اور میرا فیصلہ ہو گا۔ (بخاری: کتاب الفتن)

سانچہ کر بلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

قاصد اور خطوط بھیجے کہ نواحی کوفہ لہلہا رہے ہیں، میوے پختہ ہو چکے ہیں، چشمے چھلک رہے ہیں، آپ کا جب جی چاہے آئیے آپ کا لشکر یہاں تیار موجود ہے (جلال العیون ص ۴۳۱/۵، طبری ص ۱۷۷/۲، شہید انسانیت ص ۲۵۱)

اور آخری خطوط کوفہ کے بڑے بڑے سرداروں کی جانب سے تھے جن میں سے، سلیمان بن صرد، شیط بن ابی یزید، عزہ بن قرن، عمر بن حجاج زیدی، عمر بن تیمی، حبیب بن نجد، رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مظاہر قابل ذکر ہیں۔ (جلال العیون باب ۵/۵ ص ۴۳۰، طبری ص ۱۷۷/۲) اور خطوط کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز تھی۔ (ناخ التواریخ، ۱۳۱/۳)

حضرت حسینؑ نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر کوفہ جانے کا پروگرام بنالیا مگر کوفہ کے حالات سے بے خبر تھے، آپ نے اپنے چچا زاد برادر حضرت مسلم بن عقیلؓ کو روانہ کیا تاکہ کوفہ کے حالات پر مشتمل خود ملاحظہ فرما کر مطلع کریں۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو لوگوں نے حضرت حسینؓ کی مخالفت کے لئے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور قسمیں کھائیں کہ ”اس کام میں ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ اپنی جانوں اور مالوں سے بھی گریز نہیں کریں گے۔“

چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ رقم طراز ہیں کہ

”فبايعوه على أمر الحسين وحلفوا لينصرنه بأنفسهم وأموالهم“

چنانچہ انہوں نے حضرت حسین کی امارت کی بیعت کی اور قسمیں کھائیں کہ وہ لازماً اپنی جانوں اور مالوں سے ان کی مدد کریں گے۔“ (البدایہ والنہایہ ص ۱۵۲/۸ جلد ۸)

(۴) حضرت مسلم بن عقیل کا خط

حضرت مسلم بن عقیل نے حضرت حسینؓ کو لکھا کہ

”قد بايعني من أهل الكوفة ثمانية عشر ألفاً فعجل الإقبال حين يأتيك“

کتابی فان الناس کلهم معک وليس لهم من آل معاوية رأى فلا هوى“

”اہل کوفہ سے اٹھارہ ہزار اشخاص نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے لہذا جب میرا خط

آپ کے پاس پہنچے تو جلدی آنے کی کوشش کیجئے کیونکہ اہل کوفہ کو آل معاویہ کے ساتھ کوئی

سردکار نہیں۔“ (طبری ص ۲۲۱، ج ۴)

(۵) اہل کوفہ کی بغاوت اور گورنر کوفہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی تقریر

جب گورنر کوفہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کو اہل کوفہ کی ان سرگرمیوں کا علم ہوا تو اس نے لوگوں کو

اختلاف و فساد سے باز رکھنے کے لئے پر جوش تقریر کی، فرمایا ”کہ لوگو! فتنہ و فساد سے بچو، اتفاق و اتحاد اور

سنت کی پیروی کرو، جو مجھ سے نہ لڑے، میں اس سے نہیں لڑوں گا لیکن.....

”والله الذي لا اله الا هو لئن فارقتم امامكم ونكثتم بيعته لأقاتلنكم مادام في يدي سيفي قائمة“ (البدایہ والنہایہ، ص ۱۵۲ ج ۸)

”اور اللہ کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں، اگر تم نے اپنے امام سے بغاوت کی اور اس کی بیعت توڑ ڈالی تو میں تم سے تب تک جنگ کروں گا جب تک میرے ہاتھ میں میری تلوار موجود ہے“

مگر حضرت نعمان بن بشیرؓ حالات پر قابو نہ پاسکے۔

(۶) نئے گورنر کا تقرر

ان حالات کا جب یزید کو علم ہوا تو اس نے عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کے حالات درست کرنے کے لئے بصرہ کے ساتھ کوفہ کی گورنری بھی سونپ دی، اس نے عہدے کا چارج لیتے ہی کوفہ کی جامع مسجد میں تقریر کی:

حمد و صلوة کے بعد امیر المؤمنین (اللہ تعالیٰ ان کی بھتری کرے) نے تمہارے شہر اور سرحدی حدود کا مجھے والی مقرر کیا ہے۔ و امرنی بانصاف مظلومکم واعطاء محرومکم وبالا حسان الی سامعکم ومطیعکم وبالشدۃ علی مریمکم وعاصیکم، وانا متبع فیکم امرہ و منفذ فیکم عہدہ فانما لمحسنکم ومطیعکم کالوالد النحر وسوطی و سیفی علی من ترک امری وخالف عہدی فلیتق امرأ علی نفسه..... الخ

”اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے مظلوموں سے انصاف کروں اور محروموں کو عطا کروں، جو شخص بات سنے اور اطاعت کرے، ان پر احسان کروں اور جو دھوکہ باز، نافرمان ہو، اس پر تشدد کروں۔ تم لوگوں کے معاملہ میں، میں اُن کے فرمان کو نافذ کروں گا، تم میں سے جو اچھے کردار کا، مطیع و فرمان بردار ہے میں اس کے ساتھ مہربان باپ کی طرح پیش آؤں گا، اور جو میرا کہانہ مانے اور میرے فرمان کی بجا آوری نہیں کرے گا، اس کے لئے میرا تازیانہ اور میری تلوار موجود ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ اپنی جان کی خیر منائے، بات چیت بھی ہو کر سامنے آئے تو پتہ چلتا ہے محض دھمکی سے کچھ نہیں ہوتا“ (طبری ۲۰۱/۶)

(۷) حضرت مسلمؓ کا قصر امارت پر حملہ

اس کے بعد ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کے میزبان ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا تو حضرت مسلم نے ہانی کو قید سے چھڑانے اور ابن زیاد کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے بیعت کنندگان کو جمع کیا اور فوجی قاعدہ کے مطابق ترتیب دیا چنانچہ چالیس ہزار کا لشکر قصر امارت کی طرف بڑھا اور قصر شامی کا محاصرہ کیا۔

سانچہ کر بلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

ابن زیاد گورنر کوفہ، بمعہ رفقاء مجلس، ممتاز اہل کوفہ اور پولیس اہلکار (جن کی تعداد دو صد کے قریب تھی) محصور ہو گئے۔ (اخبار الطوال، ص ۳۵۲)

انہی راویوں کا بیان ہے کہ ابن زیاد کی فرمائش پر اشرف اہل کوفہ نے (جو قصر شاہی میں موجود تھے) اپنے ساتھیوں کو (جو حضرت مسلم کے لشکر میں شامل ہو کر قصر امارت کا احاطہ کئے ہوئے تھے) فتنہ و فساد کے نتائج بد سے ڈرایا اور کہا: اے کوفہ والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور فتنہ و فساد کو نہ بھڑکاؤ، اور اُمت کے اتحاد و اتفاق کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو، اور اپنی جانوں پر شام کی فوج کو حملہ آور ہونے کے لئے مت آنے دو، جس کا ذائقہ تم کچھ چکے ہو۔ (اخبار الطوال، ص ۳۵۲)

اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ جو لوگ قصر امارت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، انہی کے قریبی رشتہ دار اور دوست و احباب آ کر ان کو ہٹانے اور واپس لے جانے لگے، "حتی تجیعی المرأة إلی ابنہا و زوجہا و أخیہا فتعلق حتی یرجع" (حوالہ مذکور)

(۸) حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت اور وصیت

الغرض چالیس ہزار کی فوجی جمعیت چند ساعتوں میں ایسی منتشر ہوئی کہ حضرت مسلم اکیلے رہ گئے اور ایک عورت کے گھر پناہ لی۔ عجری ہونے پر جب پولیس گرفتار کرنے کے لئے گئی تو حضرت مسلم بن عقیل تلوار سونت کر میدان میں آ گئے، بالآخر گرفتار کئے گئے، گورنر کوفہ اور رفقاء گورنر پر تلوار چلانے، قصر امارت پر لشکر کشی کرنے اور پولیس پر شمشیر زنی کرنے کی پاداش میں قتل کئے گئے..... انا للہ وانا الیہ راجعون

قتل کئے جانے سے قبل انہوں نے حضرت عمر بن سعد بن ابی وقاصؓ کو بوجہ قرابت وصیت کی

کہ

(۱) ایک ہزار دینار مجھ پر قرض ہے، ادا کرنا، (۲) میری لاش کی تدفین کرنا،

(۳) حضرت حسینؓ کو قاصد بھیج کر تمام حالات سے مطلع کرنا اور کہلوادینا کہ یہاں آنے کا قصد نہ کریں کیونکہ اہل کوفہ بڑے غدار ہیں۔ (اخبار الطوال، ص ۳۵۳)

عمر بن سعد نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کی وصیتوں کی پوری پوری تعمیل کی، چنانچہ علامہ ابن کثیر رقم فرماتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد نے حضرت حسینؓ کو حضرت مسلم کا پیغام پہنچانے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں کی بلکہ عمر بن سعد کو مکمل اجازت دے دی۔ (البدایہ والنہایہ، ص ۱۵۷/جلد ۸)

(۹) حضرت حسینؓ کی بجانب کوفہ تیاری

جب حضرت حسینؓ کو حضرت مسلم بن عقیلؓ کا خط ملا تو آپؓ نے کوفہ کے لئے تیاری شروع

کردی جب آپ کے ہمدردوں، ہرزگوں، عزیزوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت حسینؑ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس کے نتیجے میں بجائے اتحادِ اُمت کے امت میں تفرقہ پڑے بعض ثقہ مورخین نے ان کی نصیحتوں کے نفرات بھی نقل کئے ہیں..... ملاحظہ فرمائیں:

☆ حضرت ابو سعید الخدریؓ: ”غلبنی الحسین علی الخروج وقلت له: اتق الله فی نفسك والزم بیتک ولا تخرج علی إمامک“ (البدایہ والنہایہ ص ۱۶۳، جلد ۸)

”مجھے حضرت حسین نے اصرار کیا کہ میں بھی ان کے ساتھ نکلوں، جب کہ میں نے انہیں کہا کہ اللہ سے اپنے بارے میں ڈریئے، اپنے گھر میں ہی ٹھہریئے اور اپنے امام کے خلاف نہ نکلیں“

☆ حضرت ابو واقد لیثیؓ: ”فناشدته الله أن لا يخرج فلانه يخرج فی غیر وجه خروج إنما خرج یقتل نفسه“ (حوالہ مذکور)

”میں نے انہیں اللہ کی قسم دے کر کہا کہ آپ خروج نہ کریں، اس لئے کہ جو بغیر وجہ کے خروج کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو قتل کرتا ہے“
☆ حضرت جابر بن عبد اللہؓ:

”کلمت حسینا فقلت له اتق الله ولا تضرب الناس بعضهم ببعض“

”میں نے حسینؑ سے کہا: اللہ سے ڈریں اور لوگوں کو آپس میں نہ لڑائیں“ (حوالہ مذکور)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ: ”قسم ہے اس وحدہ لا شریک کی کہ اگر میں سمجھتا کہ تمہارے بال اور گردن پکڑ کر روک لوں۔ کہ تم میرا کہنا مان جاؤ گے تو میں ایسا ہی کرتا“ (طبری ۶/۲۱۷)

تو حضرت حسینؑ نے جواب دیا کہ ”إنک شیخ قد کبرت“ ”آپ سٹھیا گئے ہیں“ (البدایہ والنہایہ ۸/۱۶۳)

لیکن حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو اُمت کے مفاد، بھتیجے کی محبت، اُن کی اور ان کے اہل و عیال کی سلامتی کا خیال پریشان کئے ہوئے تھا، مجبوراً کہا: اے میرے بھتیجے!

”فإن كنت سائرا فلا تسر بأولادك ونسائك فوالله إني لخائف أن تقتل كما قتل

عثمان ونسله وولده ينظرون إليه“ (البدایہ والنہایہ ص ۱۶۰/۸، طبری ص ۶/۲۱۷)

”اگر آپ کو ضرور ہی جانا ہے تو اپنی خواتین اور بچوں کو ہمراہ نہ لے جائیئے، بخدا میں اس

بات سے ڈرتا ہوں کہ آپ کو اس طرح شہید کر دیا جائے جس طرح حضرت عثمانؓ کو شہید کیا

گیا اور آپ کی عورتیں اور بچے آپ کو دیکھ رہے تھے“

ان سب سے بڑھ کر حضرت حسینؑ کے چچا زاد بھائی حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ نے متعدد بار روکا

سانحہ کربلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

جب حضرت حسینؑ نہ رکے تو اس نے حضرت حسینؑ کی ہمشیرہ زینب کو طلاق دے دی اور اپنا اکلوتا بیٹا علی الزکی ان سے چھین لیا لیکن حضرت حسینؑ، عزیز و اقارب، اجلہ صحابہؓ اور دیگر ہمدردوں کے پند و نصائح، ہمشیرہ کی طلاق اور دیگر امور کے باوجود بھی اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور عازم کوفہ ہوئے۔

(۱۰) ابن زیاد کے نام یزید کا حکم نامہ

جب حضرت حسینؑ کی کوفہ روانگی کا علم یزید کو پہنچا تو اس نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا:

”حرم و صلوة کے بعد..... مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ حضرت حسینؑ عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، سرحدی چوکیوں پر نگران مقرر کرو، جن سے بدگمانی ہو انہیں حراست میں لو، جن پر تہمت ہو، انہیں گرفتار کر لو۔“..... ”غیر أن لا تقتل إلا من قاتلك و اكتب إلى فی کل ما يحدث من خير، والسلام“ یعنی ”جو خود تجھ سے جنگ نہ کرے، اس سے تم بھی جنگ نہ کرنا اور جو واقعہ پیش آئے، اس کا حال لکھنا..... والسلام“ (طبری ۶/۲۱۵، البدایہ ۸/۱۶۵)

بلکہ ناسخ التواریخ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ایک خط مروان کی طرف سے بھی ابن زیاد کو موصول ہوا جس میں مرقوم تھا کہ

”أما بعد فإن الحسين بن علي قد توجه إليك وهو الحسين ابن فاطمة و فاطمة بنت رسول الله ﷺ وتالله ما أحد يسده شيع و لاتنساه العامة ولا تدع ذكره آخر فإياك أن تهيج على نفسك ما لا يسده شيع و لاتنساه العامة ولا تدع ذكره آخر الدهر، والسلام (البدایہ والنهاية ص ۸/۱۶۵) تاریخ التواریخ مطبوعہ ایران ۱۳۰۹ھ

”اما بعد تمہیں معلوم ہے کہ حسین بن علی تمہاری طرف روانہ ہو چکے ہیں (یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ) حسین فاطمہ کے بیٹے ہیں اور فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے۔ خدا کی قسم حسین سے زیادہ (اللہ انہیں سلامت رکھے) کوئی شخص بھی ہم کو محبوب نہیں، خبردار ایسا نہ ہو کہ نفس کے ہيجان میں کوئی ایسا کام کر بیٹھو جس کے برے نتائج کو امت فراموش نہ کر سکے۔ اور رہتی دنیا تک اس کا ذکر نہ بھولے اور قیامت تک اس کا تذکرہ ہوتا رہے (ملاحظہ ہو شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہرکاشانی کی مشہور تالیف ناسخ التواریخ: کتاب دوم ص ۶/۲۱۲)

(۱۱) ابن کوفہ کے نام حضرت حسینؑ کا خط

حضرت حسینؑ ۱۱ ذوالحجہ ۶۰ھ کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے جب آپ بارہ منزلیں طے کر کے مقام الحاجر پہنچے تو آپؑ نے قیس بن مسہر صیداوی کے ہاتھ یہ خط روانہ کیا کہ

”بسم الله الرحمن الرحيم من الحسين ابن علي لإخوانه من المؤمنين والمسلمين سلام عليكم فإني أحمد إليكم الله الذي لا إله إلا هو، أما بعد فإن محكمه دلائل وبراین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سانحہ کربلا اور غزوہ شیطانیہ کی اہمیت کا مسئلہ

کتاب مسلم جاء فی یخبرنی فیہ بحق رایکم..... الخ

”میرے پاس مسلم کا خط پہنچ چکا ہے جس میں انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم لوگ میرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہو اور ہماری نصرت اور حق کے طلب کرنے پر متفق ہو۔ خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارا مقصد بر لائے اور تم لوگوں کو اس پر اجر عظیم دے..... جب میرا مقصد پہنچے تو تم لوگ اپنے کام میں کوشش کرو۔ کیونکہ میں انہی دونوں میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا ان شاء اللہ تعالیٰ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (طبری ص ۲۳۳، الہدایہ والنہایہ ص ۸/۱۶۸)

(۱۲) شہادت مسلم کی خبر حضرت حسینؑ کو ملی تو براہِ ان مسلم جوشِ انتقام میں آگئے

جب آپ اکیس منازل طے کر کے یکم محرم الحرام ۶۱ھ کو زبالة کے مقام پر پہنچے تو آپ کو عمر بن سعد اور محمد بن اشعث کا پیغام ملا کہ حضرت مسلم شہید ہو چکے ہیں، آپ واپس لوٹ جائیں۔ (اخبار الطوال ص ۳۱۰) مرزا محمد تقی سپہر کا شانی رقم طراز ہیں کہ

”حضرت حسینؑ نے فرزندِ ان عقیل کی جانب نظر ڈال کر کہا: اب رائے کیا ہے؟ انہوں نے کہا: واللہ ہم سے جو کچھ بن پڑے گا، ہم اُن کے خون کا بدلہ لینے کی کوشش کریں گے یا ہر وہ شربت ہم بھی نوش کریں گے جو انہوں نے نوش کیا۔ آنحضرت (حسینؑ) نے فرمایا کہ ان لوگوں کے بعد ہم کو بھی زندگانی کا کیا لطف رہے گا۔ (ناح التواریخ، کتاب دوم ص ۳۱۶، جلد ۶) طبریؒ نے لکھا ہے کہ ”شہادت مسلم کی خبر سنتے ہی براہِ ان مسلم جوشِ انتقام میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔“ (طبری ص ۲۲۶/۶)

اور الہدایہ والنہایہ میں ہے کہ

”ان بنی عقیل قالوا واللہ لا نرجع حتی ندرک ثارنا اوندوق ما ذاق احونا“ (الہدایہ ص ۱۶۹/۸، طبری ص ۲۲۵/۶)

”عقیل کے بیٹوں (مسلم کے بھائیوں) نے کہا: ہم اس وقت واپس نہ جائیں گے جب تک ہم انتقام نہ لے لیں یا ہم بھی اس موت کا مزہ کچھ لیں جو ہمارے بھائی نے کچھا“

خلاصۃ المصائب کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت حسینؑ نے ایک مبسوط خطبہ ارشاد فرمایا جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ

”من احب منکم الانصراف فلینصرف فی غیر حرج علیہ زمام“ (خلاصۃ المصائب، مطبوعہ نو لکھنؤ ص ۵۶)

”جو تم میں سے واپس جانا چاہے، تو وہ چلا جائے، اس پر کوئی حرج نہیں“

اور خود بھی حضرت حسینؑ نے واپسی کا ارادہ کر لیا جیسا کہ ایک شیعہ مؤرخ نے رقم کیا ہے کہ

ساتھ کر بلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

”واتصل به خبر مسلم فی الطريق فاراد الرجوع فامتنع بنو عقيل من ذلك“ (عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب، مطبوعہ لکھنؤ، طبع اول ص ۱۷۹)

”رستے میں مسلم کے قتل کی خبر ملی تو حضرت حسینؑ نے واپسی کا ارادہ کیا، لیکن عقیلؑ کے

بیٹوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا“

مگر یہ اہو ان حواریوں کا جو حضرت حسینؑ پر ظاہر اچان قربان کرنے کے مدعی تھے مگر باطناً وہ

حضرت حسینؑ کے خون کے پیاسے تھے، اس ارادہ کی تبدیلی پر انہوں نے کہا کہ

”إنك والله ما أنت مثل مسلم بن عقيل ولو قدمت الكوفة لكان الناس

إليك أسرع“ (طبری ص ۲۲۵/۴)

”واللہ آپ کی کیا بات ہے، کہاں مسلم اور کہاں آپ؟ آپ کوفہ میں قدم رکھیں گے تو

سب لوگ آپ کی طرف دوڑیں گے“

حضرت حسینؑ نے اپنے سفر کا پھر آغاز کیا جب آپ قادسیہ کے قریب پہنچے تو حر بن یزید تمیمی

سے ملاقات ہوئی تو حر بن یزید نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟

تو آپؑ نے فرمایا: ”اس (کوفہ) شہر کو جا رہا ہوں“

تو حر نے کہا: ”خدارا، واپس لوٹ جائیے، وہاں آپ کے لئے کسی بھڑی کی امید نہیں۔“ اس پر

آپؑ نے پھر واپس لوٹ جانے کا ارادہ کیا مگر مسلم کے بھائیوں نے کہا کہ ”واللہ ہم اس وقت تک واپس

نہیں لوٹیں گے جب تک ہم اپنا انتقام نہ لے لیں یا ہم سب قتل نہ کر دئے جائیں“

تو آپؑ نے فرمایا: تمہارے بعد ہمیں بھی زندگی کا کوئی لطف نہیں“ یہ کہہ کر آپؑ آگے بڑھے

تو ابن زیاد کے لشکر کا ہر اول دستہ سامنے آگیا تو آپؑ کر بلا کی طرف پلٹ گئے۔ (طبری ص ۲۲۰/۶)

(۱۳) کوفہ کی بجائے شام کی طرف روانگی اور مقام کر بلا پر رکاوٹ

عمدة الطالب کے مؤلف نے لکھا ہے کہ

حضرت حسینؑ نے واپس لوٹ جانے کا ارادہ کیا مگر فرزند ان عقیل مانع ہوئے جب کوفہ کے

قریب گئے تو حر بن یزید الزیاسی سے مدد بھیڑ ہوئی۔ اس نے کوفہ لے جانے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے منع کیا

اور ملک شام کی طرف مڑ گئے تاکہ یزید بن معاویہ کے پاس چلے جائیں لیکن جب آپؑ کر بلا پہنچے تو آگے

بڑھنے سے روک دیا گیا اور کوفہ لے جانے اور ابن زیاد کا حکم

ماننے کے لئے کہا گیا تو آپؑ نے اس سے انکار کر دیا اور ملک

شام جانا پسند کیا (عمدة الطالب، طبع اول، لکھنؤ، ص ۱۷۹)

جب آپ کو مقام کر بلا پر روکا گیا تو آپ نے کوفہ کے گورنر کے افسروں کے سامنے تین شرطیں پیش کیں:

(۱) مجھے چھوڑ دو، میں واپس چلا جاؤں ،

(۲) ممالک اسلامیہ کی حد پر چلا جاؤں ،

(۳) مجھے براہ راست یزید بن معاویہ کے پاس جانے دو۔

(طبری طبع بیروت، ص ۳۳۵/۳، تاریخ التوارخ، ص ۱۷۵)

شریف الرضی التوفی ۳۳۶ھ رقم فرماتے ہیں کہ

”زوي أنه عليه السلام قال لعمر بن سعد اختاروا مني، أما الرجوع إلى مكان الذي أقبلت منه أو أن أضع يدي في يد يزيد وهو ابن عمي فيري في رأيه وأما أسير إلى ثغر من ثغور المسلمين فأكون رجلاً من أهله“ (كتاب الشانئ شريف الرضی التوفی ۳۳۶ھ، ص ۷۱)

یعنی حضرت حسینؑ نے عمر بن سعد کے سامنے تین شرطیں پیش کیں: (۱) یعنی میں جہاں سے آیا، واپس چلا جاؤں، (۲) براہ راست یزید کے پاس جانے دو، وہ میرا چچا زاد بھائی ہے، وہ میرے متعلق خود اپنی رائے قائم کرے گا، (۳) یا مسلمانوں کی سرحد پر چلا جاؤں اور وہاں کا باشندہ بن جاؤں۔“

نیز الإمامة والسياسة کے مؤلف نے بھی ”أن أضع يدي في يد يزيد“ کا تذکرہ کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے البدایہ ص ۷۰/۸، طبری طبع بیروت ۳۳۵/۳، اصابہ طبع مصر ص ۳۳۲/۱، ابن اثیر طبع بیروت ص ۲۸۳/۳، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ص ۳۲۵، جلد ۲ ص ۳۳۷، جلد ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۳) حضرت حسینؑ کا اپنے موقف سے رجوع

حضرت حسینؑ کی تیسری شرط کی منظوری سے متعلق جو تحریر امیر لشکر حضرت عمر بن سعد نے گورنر کوفہ کو ارسال کی تھی، تاریخ التوارخ کے مؤلف نے اس کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے کہ

”أويأتني أمير المؤمنين يزيد بن معاوية فيضع يده في يده فيما بينه و

بينه فيري رأيه وفي هذا لك رضى وللأمة صلاح“

”یادہ امیر المؤمنین یزید بن معاویہ کے پاس چلے جائیں اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیں اس معاملے میں جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ اس کے بعد وہ اپنا فیصلہ کرے گا، اس میں تیری رضامندی اور امت کی بہبود ہے“ (تاریخ التوارخ، کتاب دوم طبع ایران، ص ۲۳۷)

سانچہ کر بلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

بہر حال حضرت حسینؑ کی پاکیزگی، سرشت اور طہارت طینت تھی کہ انہوں نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔ یہ وہ چیز تھی جو اکابر علماء اور عقلا کے نزدیک حضرت حسینؑ کو ان احادیث کی زد سے بچا لے گئی جن احادیث میں امارت قائمہ میں خروج کرنے والے کو واجب القتل قرار دیا گیا ہے، چنانچہ امام ابن تیمیہؒ رقم فرماتے ہیں کہ (منہاج السنۃ ص ۲۵۶/۲)

”صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان روایت ہوا ہے کہ ”تمہارا نظم مملکت کسی ایک شخص کی سربراہی میں قائم ہو جائے تو اس وقت جو بھی جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے اس کی گردن تلواریں سے اڑا دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔“ لیکن حضرت حسینؑ اس روایت کی زد میں نہیں آتے، کیونکہ انہیں تو اس وقت شہید کیا گیا جب انہوں نے اپنے موقف سے دست برداری دے کر یہ چاہا تھا کہ ”یا تو مجھے اپنے شہر واپس لوٹ جانے دو، یا کسی سرحدی چوکی پر جانے دو، یا یزید کے پاس پہنچ دو تاکہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ حضرت حسینؑ خروج اور طلب خلافت کا خیال چھوڑ کر داخل فی الجملۃ ہو گئے تھے، اور تفریق سے رجوع فرمایا تھا، لہذا حریف پر لازم تھا کہ ان میں سے کوئی بات تسلیم کر تا اور قتل نہ کرتا، یہ باتیں تو ایسی تھیں کہ اگر ایک معمولی آدمی بھی ان کا مطالبہ کرتا تو منظور کر لینا چاہئے تھا، تو حضرت حسینؑ جیسے معظم انسان کا مطالبہ کیوں نہ منظور کیا گیا؟ اور حضرت حسینؑ سے کتر آدمی بھی ایسے مطالبہ کے بعد اس کا مستحق نہ تھا کہ اس کی راہ روکی جائے چہ جائیکہ اُسے قید یا قتل کیا جائے..... یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت حسینؑ مظلوم قتل کئے گئے اور یقیناً شہید ہوئے..... رضی اللہ عنہ“

نیز طبریؒ نے زہیر بن قیس کے اس وقت کے الفاظ نقل کئے ہیں جس وقت ان کا راستہ روکا جا رہا تھا اور ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا جا رہا تھا کہ

”فخلوا بین هذا الرجل وبين ابن عمه يزيد بن معاوية فلعمري أن يزيد ليرضى من طاعتكم بدون قتل الحسين“ (طبری ص ۲۴۳، جلد ۶)

”حضرت حسینؑ کو اس کے چچا زاد بھائی یزید کے پاس جانے دو اس کا راستہ مت روکو، میری جان کی قسم، یزید تمہاری اطاعت گزاری سے قتل حسینؑ کے بغیر بھی راضی رہیں گے۔“

(۱۵) جملہ معترضہ

یہی تیسری بات ہی مبنی بر حقیقت تھی کیونکہ حضرت حسینؑ نے جن امیروں کے سہارے کوفہ کا سفر اختیار کیا تھا وہ اُمیدیں ایک ایک کر کے دم توڑ چکی تھیں اور آپ کی فہم و فراست جو کوفیوں کے خطوط کی بھرمار میں دب کر رہ گئی تھی، تہدیلی حالات سے اب پھر ابھر کے سامنے آچکی تھی، مگر گیادقت ہاتھ آتا نہیں۔

سانحہ کر بلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

در اصل فوج کا مطالبہ ہتھیاروں کی سپردگی کا اس بنا پر تھا کہ آپ کو بحفاظت دمشق پہنچایا جائے اور آئینی تقاضہ بھی یہی تھا مگر آپ کو بھی اس بات کا اندیشہ تھا کہ مکہ سے جو کوئی ہمراہ آئے ہیں وہ کوئی نقصان نہ پہنچائیں کیونکہ آپ وہ خطوط یزید کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اگر وہ خطوط یزید کے سامنے پیش کیے جاتے تو یہ خطوط بھیجنے والے مجرم گردانے جاتے۔ یہی تکرار بلا آخر جنگ و جدل کی صورت اختیار کر گئی اور کوفیوں کی یہی گستاخی حضرت حسینؑ کا ہاتھ تلوار کے قبضے تک پہنچنے کا سبب بنی۔ کوئی بد کردار حضرت حسینؑ کے مقام سے کب آشنا تھے، انہوں نے ہلہ بول دیا اور حضرت حسینؑ بمعہ چند اقربا شہید کر دیئے گئے..... انا للہ وانا الیہ راجعون

(۱۶) شہادتِ حسینؑ کا یزید پر اثر اور قاتل سے سلوک

شہادتِ حسینؑ کی خبر جب یزید تک پہنچی تو اسے بڑا دکھ ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ ”بیدہ مندیل یمسح دموعہ“ اُس کے ہاتھ میں ردال تھا جس سے وہ اپنے آنسو پونچھتا تھا، (مزید تفصیل کے لیے خلاصۃ المصاب ص ۲۹۲ تا ۲۹۴ دیکھئے) اور جب شمر حضرت حسینؑ کو مبارک دربار یزید میں پیش کر تا تو یہ رجز پڑھتا ہے کہ

أفلا ركبایی فضة وذهباً
قتلت خبر الخلق أما ، وأبا

”کاش میرے پائے رکاب سونے چاندی کے ہوتے، میں نے ماں اور باپ ہر دو لحاظ سے اعلیٰ ترین شخصیت کو قتل کیا ہے“

تو یزید انتہائی غصے کی حالت میں کہتا ہے..... (خلاصۃ المصاب ص ۳۰۴)

”خدا تیرے رکاب کو آگ سے بھر دے تیرے لیے بربادی ہو جب تجھے معلوم تھا کہ

حسین خیر الخلق ہے پھر تو نے اسے قتل کیوں کیا؟ میری آنکھوں سے دور ہو جا“

بلکہ ناسخ التواریخ میں ہے کہ یزید نے شمر کو کہا کہ ”میری طرف سے تجھے کوئی انعام نہیں ملے گا“ یہ سن کر شمر خائب و خاسر واپس ہوا اور اسی طرح وہ دین و دنیا سے بے نصیب رہا (ناسخ التواریخ ص ۲۶۹) نیز اسی کتاب کے ص ۲۷۸ پر ہے کہ یزید نے کہا:

”خدا اس کو عارت کرے جس نے حسینؑ کو قتل کیا“

طراز مذہب مظفری میں ہے کہ یزید نے کہا کہ ”خدا ابن زیاد کو عارت کرے اس نے حسین کو

قتل کیا اور مجھے دونوں جہاں میں رسوا کیا۔“ (ص ۳۵۶)

(۱۷) شہادتِ حسینؑ کے بعد محمد بن حنفیہؑ کی یزید سے ملاقات

سانحہ کر بلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

واقعہ شہادت حسینؑ کے عرصہ بعد جب حضرت محمد بن حنفیہ دمشق تشریف لائے تو یزید نے ان کے ساتھ اسی طرح اظہارِ تاسف کیا اور تعزیت کی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر یزید نے محمد بن حنفیہؑ کو ملاقات کے لیے بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر ان سے کہا کہ

”حسین کی موت پر خدا مجھے اور تمہیں اجر عطا فرمائے۔ بخدا حسین کا نقصان جتنا بھاری تمہارے لیے ہے، اتنا ہی میری لیے بھی ہے اور ان کی موت سے جتنی اذیت تمہیں ہوئی ہے، اتنی ہی مجھے بھی ہوئی ہے۔ اگر ان کا معاملہ میرے ہاتھ میں سپرد ہو تا تو اور میں دیکھتا کہ ان کی موت کو اپنی انگلیاں کاٹ کر اور اپنی آنکھیں دے کر ٹال سکتا ہوں تو بلا مبالغہ دونوں کو ان کے لیے قربان کر دیتا“ تو محمد بن حنفیہؑ نے کہا: ”خدا تمہارا بھلا کرے اور حسینؑ پر رحم فرمائے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمائے یہ معلوم کر کے مجھے مسرت ہوئی ہے کہ ہمارا نقصان، تمہارا نقصان، ہماری محرومی، تمہاری محرومی ہے! حسینؑ اس بات کے مستحق نہیں کہ تم ان کو برا بھلا کہو اور ان کی مذمت کرو۔ امیر المؤمنینؑ میں درخواست کرتا ہوں کہ حسین کے بارہ میں کوئی ایسی بات نہ کہجئے جو مجھے ناگوار ہو۔“ تو یزید نے کہا: ”میرے چچیرے بھائی! میں حسینؑ کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جس سے تمہارا دل دکھے“ (انساب الاشراف از بلاذری، ج ۳)

(۱۸) واقعہ کر بلا اور چبہ الاسلام امام غزالیؒ (۵۰۵ھ)

جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم دیا تھا، یا اس پر رضامندی کا اظہار کیا تھا، وہ شخص پرلے درجہ کا احمق ہے۔ اکابر، وزراء اور سلاطین میں سے جو جو اپنے اپنے زمانہ میں قتل ہوئے اگر کوئی شخص ان کی یہ حقیقت معلوم کرنا چاہے کہ قتل کا حکم کس نے دیا تھا؟ کون اس پر راضی تھا؟ اور کس نے اس کو ناپسند کیا؟ تو وہ اس پر قادر نہ ہو گا کہ اس کی تہہ تک پہنچ سکے اگرچہ یہ قتل اس کے پردوں میں اس کے زمانہ میں، اور اس کی موجودگی میں ہی کیوں نہ ہو اور اس واقعہ تک کیونکر رسائی ہو سکتی ہے جو دور دراز شہروں، اور قدیم میں گزرا ہو پس کیونکر اس واقعہ کی حقیقت کا پتہ چل سکتا ہے جس پر چار سو برس کی طویل مدت، بعید مقام میں گزر ہو چکی ہو۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس بارے میں شدید تعصب کی راہ اختیار کی گئی اس وجہ سے اس واقعہ کے بارہ میں مختلف گروہوں کی طرف سے بکثرت روایتیں مردی ہیں پس یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی حقیقت کا ہر گز پتہ نہیں چل سکتا اور حقیقت تعصب کے پردوں میں روپوش ہے تو پھر ہر مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجب ہے جہاں حسن ظن کے قرائن ممکن ہوں..... الخ

(وفیات الاعیان لابن خلکان بذیل ترجمہ الکلیا لہر اسی ص ۳۶۰)

آپ ابو حامد الغزالیؒ ۵۰۵ھ کے آخری فقرہ فقہذا الامر لایعلم حقیقتہ أصلاً پر غور

سانحہ کربلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

فرمائیں جو انہوں نے آج سے نو سو برس پہلے سپرد قلم کیا تھا، جب کہ اس وقت بھی واقعہ کی صورت کا ذہن کی تصویر کشی کے لیے وضعی روایات کا انبار موجود تھا۔

(۱۸) واقعہ کربلا سے متعلق ایک شیعہ مؤرخ کے تاثرات

واقعہ کربلا سے متعلق ایک مشہور شیعہ مؤرخ جناب شاکر حسین امر وی کے تاثرات بھی ملاحظہ فرمائیں..... فرماتے ہیں کہ

”صد ہا باتیں طبع زاد تراشیں گئیں۔ واقعات کی تدوین عرصہ دراز کے بعد ہوئی۔ رفتہ رفتہ اختلافات کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ کج کو جھوٹ اور جھوٹ کو کج سے علیحدہ کرنا مشکل ہو گیا ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی کربلا میں خود موجود نہ تھا، اس لیے یہ سب واقعات انہوں نے سماعی لکھے ہیں لہذا مقتل ابو مخنف پر پورا وثوق نہیں۔ پھر لطف یہ کہ مقتل ابو مخنف کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف البیان ہیں اور ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود ابو مخنف واقعات کو جمع کرنے والا نہیں بلکہ کسی اور شخص نے ان کے بیان کردہ سماعی واقعات کو قلمبند کیا ہے۔ مختصر یہ کہ شہادت امام حسینؑ کے متعلق تمام واقعات ابتدا سے انتہا تک اس قلمبند اختلاف سے پر ہیں کہ اگر ان کو فرد آفرود بیان کیا جائے تو کئی ضخیم دفتر فراہم ہو جائیں..... اکثر واقعات مثلاً:

اہل بیت پر تین شبانہ روز پانی کا بند رہنا، فوج مخالف کا لاکھوں کی تعداد میں ہونا، شمر کا سینہ مطہر پر بیٹھ کر سر جدا کرنا، آپ کی لاش مقدس سے کپڑوں تک کا اتار لینا، نقش مبارک کا سم اس پاں کئے جانا، سرواوقات اہل بیت کی غارت گری، نبی زادوں کی چادریں تکہ چھین کر رعب جمانا وغیرہ وغیرہ..... بہت ہی مشہور اور زبان زد خاص و عام ہیں حالانکہ ان میں سے بعض غلط، بعض مشکوک، بعض ضعیف، بعض مبالغہ آمیز اور بعض من گھڑت ہیں۔ (عاجد اعظم ص ۷۸ مؤلف جناب شاکر حسین امر وی)

دوسرے مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ:

”ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بعض واقعات جو نہایت مشہور اور سینکڑوں برس سے سُنائیوں اور شیعوں میں نسل بعد نسل منتقل ہوتے چلے آ رہے ہیں، سرے سے بے بنیاد اور بے اصل ہیں ہم اس کو بھی مانتے ہیں کہ طبقہ علماء کے بڑے اراکین مفسرین ہو یا محدثین، مؤرخین یا دوسرے مصنفین، حقد میں ہو یا متاخرین ان کو یکے بعد دیگرے بلا سوچے سمجھے نقل کرتے آئے ہیں۔ اور ان کی صحت و غیر صحت کو معیار اصول پر نہیں جانچا۔ اس تساہل و تسامح کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلط اور بے بنیاد قصے عوام تو عوام خواص کے اذہان و قلوب میں ایسے رائج اور استوار ہو گئے کہ اب ان کا انکار گویا کہ بدیہیات کا انکار ہے۔ (عاجد اعظم از شاکر حسین امر وی: ص ۱۶۳)

محترم قارئین! اب سانحہ کربلا کی تصویر

سانچہ کر بلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

ذرا سے بات تھی اندیشہ عجم نے جسے
بڑھا دیا ہے یونہی زیب داستان کے لیے
کی مصداق بن گئی اللہ کریم تمام مسلمانوں کو حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین

(۱۹) سالار فوج مغفور لہم کون تھا ؟

سیدنا ابو بکرؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان (حضرت معاویہؓ کے بھائی)،
حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح، حضرت خالدؓ بن ولید اور دیگر امراء کو جہادِ شام پر متعین کیا۔ انہوں نے شام
و فلسطین وغیرہ کو فتح کیا اور رومیوں کو عبرتاک شکستیں دیں۔ حضرت یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کی وفات کے
بعد حضرت امیر معاویہؓ کو ان کی جگہ پر مقرر کیا گیا انہوں نے دورِ فاروقی اور دورِ عثمانی میں رومیوں کو بری
و بحری شکستیں دیں لیکن مدینہٴ قیصر (قسطنطنیہ) پر ابھی تک پیش قدمی نہیں کی گئی تھی، اور شجاعانِ عرب
، رومی نصرانیت کے صدر مقام قسطنطنیہ کے فتح کرنے کا خیال اس وقت سے دل میں بٹھائے ہوئے تھے
جب سے انہوں نے ملکِ شام کو فتح کیا۔

چنانچہ حاضر العالم الاسلامی ص ۲۱۲ پر مرقوم ہے کہ

”إن العرب منذ فتحو الشام فكروا في فتح القسطنطينية لأنها كانت لذلك
العهد عاصمة النصرانية وكان الإسلام لو فتحها غلب على شمالي أوروبا بلا نزاع“
”شجاعانِ عرب شام کو فتح کرنے کے وقت سے قسطنطنیہ کو فتح کرنے کی فکر میں تھے کیونکہ
اس دور میں قسطنطنیہ نصرانیت کا دار الخلافہ تھا اور اگر قسطنطنیہ فتح ہو جاتا تو اسلام بلا نزاع شمالی
یورپ میں غلبہ حاصل کر لیتا“

لیکن صفین کی خانہ جنگی نے حضرت امیر معاویہؓ کی رومی نصرانیت کے خلاف سرگرمیوں کو ملتوی
کر دیا۔ ۴۱ھ میں جب حضرت امیر معاویہؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو متعدد سالوں کی جدوجہد سے
انہوں نے جہازوں کا بیڑا تیار کیا، یہ سب سے پہلا جنگی بیڑا تھا، ۴۹ھ میں حضرت امیر معاویہؓ نے جہادِ
قسطنطنیہ کے لئے بری و بحری حملوں کا انتظام کیا۔ فوج میں شامی عرب بالخصوص بنو کلب اور ان کے علاوہ
حجازی اور قریشی غازیوں کا دستہ بھی تھا، اور اس میں صحابہ کرامؓ کی جماعت بھی تھی۔ اس فوج کے سپہ
سالار یزید بن معاویہ تھے، یہ وہی پہلا لشکر تھا جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا جس کی بشارت سید
الانبیاء ﷺ نے بایں الفاظ دی تھی کہ

”أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لہم“ (صحیح بخاری، ص ۴۱۰/۱)

کہ میری امت کی پہلی فوج جو مدینہ قیصر پر جہاد کرے گی، اُن کے لئے مغفرت ہے۔
علامہ ابن حجر عسقلانی "فتح الباری" میں رقم طراز ہیں کہ

"قال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر وولده
يزيد لانه من غزا مدينة قيصر" (فتح الباری، مطبوعہ مصر وریاض، ص ۱۰۲، جلد ۶)
"اس حدیث کے بارے میں (محدث) مہلب نے فرمایا کہ یہ حدیث حضرت امیر معاویہ
کی منقبت میں ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے بحری جہاد کا آغاز کیا اور اس کے فرزند یزید کی
منقبت میں ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے مدینہ قیصر پر جہاد کیا۔"
علامہ قسطلانی "شرح بخاری" مدینہ قیصر کی تشریح فرماتے ہیں کہ

"اس سے مراد رومی سلطنت کا صدر مقام قسطنطنیہ ہے اور صحیح بخاری زیر حدیث اول
جیش..... الخ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ کان اول من غزا مدينة قيصر يزيد بن معاوية
ومعه جماعة من الصحابة كابن عمر وابن عباس وابن الزبير وأبو أيوب
الأنصاري رضي الله عنهم أجمعين (صحیح بخاری ص ۴۱۰، ص ۵۷ المطابع ۱۹۵۷)
"مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر سب سے پہلے حملہ کرنے والے یزید بن معاویہ تھے اور ان کے
ساتھ صحابہ کی ایک جماعت تھی: جیسے ابن عمر، ابن عباس، عبداللہ بن زبیر اور ابویوب انصاری"
اور قسطلانی میں ہے کہ (قسطلانی طبع بیروت، ص ۱۰۳ جلد ۵)

واستدل به المهلب على ثبوت خلافة يزيد وأنه من أهل الجنة
"اس سے محدث مہلب نے یزید کی خلافت پر استدلال کیا ہے اور یہ کہ وہ اہل جنت میں سے ہے"
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں کہ

وقد ثبت في صحيح البخاري عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال أول جيش
يغزوا القسطنطينية مغفور لهم وأول جيش غزاها كان أميرهم يزيد والجيش
عدد معين لا مطلق وشمول المغفرة لأحد هذا الجيش أقوى..... ويقال أن يزيد
انما غزا القسطنطينية لأجل ذلك هذا الحديث..... الخ

"صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلا لشکر جو
قسطنطنیہ کو جہاد کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔ پہلا لشکر جس نے اس کے خلاف جہاد کیا، اس کا امیر یزید
تھا۔ لشکر کی تعداد معین ہوتی ہے نہ کہ غیر محدود، اور مغفرت میں لشکر کے ایک ایک آدمی کا
شامل ہو تا زیادہ قوی بات ہے..... بعض لوگوں نے یہ بات بھی کہی ہے کہ یزید کے قسطنطنیہ پر جہاد
میں جانے کی غرض بھی نبی اکرم کا یہی فرمان ہے۔" (تفصیل کے لئے منهاج السنة النبویہ

سانچہ کر بلا اور غزوہ قسطنطنیہ کی امارت کا مسئلہ

فی نقض کلام الشیعة والقدریة مطبوعہ ۱۳۹۶ھ ص ۲۵۲، ۲۵۳، المنتقی من منہاج
اعتدال فی نقض کلام الرافض والاعتزال مطبوعہ ۱۳۷۶ھ ص ۲۹۰ ملاحظہ فرمائیں۔
دوسرے مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ

”جب یزید نے اپنے باپ معاویہ کے زمانے میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو اس کی فوج میں
حضرت ابویوب انصاریؓ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شریک تھے، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی
فوج تھی جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ
سب سے پہلی فوج میری امت کی جو قسطنطنیہ پر حملہ کرے گی وہ مغفور ہوگی۔“
(حسین و یزید مطبوعہ کلکتہ ص ۲۸، منہاج السنہ مطبوعہ مصر ص ۲۳۵، ج ۲)

ایک اور مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ

”أول جيش يغزو القسطنطنية مغفوره وأول جيش غزاها كان أميرهم
یزید بن معاویة وكان معه أبوایوب الأنصاری وتوفي هناك وقبره هناك الآن“
(منہاج السنہ، مطبوعہ ۱۳۹۶ھ، ص ۲۳۵-۲۵۲، فتاویٰ شیخ الاسلام مطبوعہ ۱۳۸۱ھ، ص ۳
۴۵، ۴۶، ۴۸، البدایہ والنہایہ مطبوعہ ۱۳۹۸ھ، ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۵۹، ص ۸۱، ص ۲۲۹ جلد ۸)
علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ

”فإنه كان أمير ذلك الجيش بالاتفاق“

کہ وہ متفقہ طور پر اس لشکر کا امیر تھا“ (فتح الباری مطبوعہ ۱۳۰۵ھ، ص ۹۲، جلد ۱۱)

مشہور شیعہ مؤرخ المسعودی نے کتاب التنبیہ والاشراف میں لکھا ہے کہ

وقد حاصر القسطنطنية في الاسلام من هذا العدة ثلاثة امراء: آبائهم
ملوك و خلفاء، أولهم یزید بن معاویة بن أبی سفیان، والثانی مسلمة بن
عبد الملك بن مروان والثالث هارون الرشید بن المهدي
(التنبیہ والاشراف مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء، ص ۱۳۰)

یعنی ”اسلامی دور میں اس ساحل بحر سے چل کر تین امراء نے جیوش اسلام نے (جن کے
آباؤ واجداد خلیفہ و بادشاہ تھے) قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا: سب سے اول یزید بن معاویہ بن ابی سفیان،
دوسرے مسلمہ بن عبد المالك بن مروان اور تیسرے ہارون الرشید مہدی تھے۔“

ان حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ جس حدیث میں قسطنطنیہ پر حملہ آور فوج کو مغفرت
کی بشارت ہے، ان کے امیر بالاتفاق یزید بن معاویہ تھے اور اسی لشکر میں حضرت حسین، حضرت ابن عمر،
حضرت ابن عباس اور حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے، اگر پہلا حملہ ۴۶ھ میں
زیر قیادت حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید تھا تو حضرت ابویوب انصاریؓ حصول مغفرت کی اس

سعادت سے کیوں محروم رہے؟

”اور پھر اسی (۸۰) سال سے تجاوز عمر میں یزید بن معاویہ کے لشکر میں شمولیت کی اور ارض روم کے قریب ہی بیمار ہوئے اور یزید ان کی تیمارداری کرتا تھا۔“ (اصابہ مطبوعہ، مصر ص ۴۰۵) اور حضرت ابویوب انصاری کی وصیت کے مطابق یزید بن معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی (البدایہ: ۵۸/۸)

اور الاستیعاب میں ہے: وکان أبوایوب الأنصاری مع علی بن ابی طالب فی حروب کلها ثم مات بالقسطنطنیة فی بلاد الروم فی زمن معاویة کانت غزاته تحت رأیة یزید بن معاویة وهو کان امیرهم یومئذ (الاستیعاب، ص ۱۵۷)

”حضرت ابویوب انصاری تمام جنگوں میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے پھر ان کی وفات حضرت معاویہؓ کے زمانے میں رومیوں کے ملک قسطنطنیہ میں ہوئی۔ ان کا جہاد یزید بن معاویہ کے

دوران الانف میں ہے کہ یزید بن معاویہ کی قیادت میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو حضرت ابویوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور انہوں نے یزید بن معاویہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے بلاد روم کے بہت ہی قریب دفن کیا جائے چنانچہ مسلمانوں نے ان کی وصیت کے پیش نظر انہیں بلاد روم کے قریب دفن کر دیا جب رومیوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ تو یزید بن معاویہ نے جواب دیا کہ ”ہم پیغمبر اعظم ﷺ کے جلیل القدر صحابی کو دفن کر رہے ہیں۔“ تو رومیوں نے کہا: تم کس قدر احمق ہو، کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ ہم تمہارے جانے کے بعد اس کی قبر کھود کر اس کی ہڈیاں بھی جلا دیں گے۔ تو یزید بن معاویہ یہ الفاظ برداشت نہ کر سکا، للکار کر کہا: واللہ العظیم اگر تم ایسا کرو گے تو یادر کھو سر زمین عرب میں جس قدر گرجے ہیں، ہم ان کو گرا دیں گے اور تمہاری جتنی قبریں ہیں ہم ان کو اٹھا دیں گے۔ یہ جواب سن کر رومیوں نے اپنے دین کی قسمیں اٹھائیں اور حضرت ابویوب انصاریؓ کی قبر کی حفاظت و احترام کا عہد کیا، (ملاحظہ ہو: روض الاناف شرح ابن ہشام لامام سیبلی طبع قدیم، ص ۲۳۶/۲)

(۲۰) شیعہ مؤرخین نے بھی یزید کی سپہ سالاری کو تسلیم کیا ہے!

اغاثی شیعہ رقم طراز ہے کہ

”جب قیصر روم نے لاش نکال کر جلا دیے کی بات کہی تو یزید یہ توہین آمیز الفاظ برداشت نہ کر سکا۔ فوراً رومیوں پر دھاوا بول دیا اور لشکر کو ادھر ادھر پھیر کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ رومیوں کو شکست دے کر شہر کے اندر محصور کر دیا اور قسطنطنیہ کے دروازے کو لوہے کی گرز سے ضربیں لگائیں۔ ان ضربوں کی وجہ سے دروازہ جگہ جگہ سے پھٹ گیا۔“ (اغاثی شیعہ، ص ۳۳/۳۲)

بلکہ عقد الفرید میں ہے کہ ”جس وقت قیصر روم نے یہ الفاظ کہے تو اس وقت امیر یزید نے رومیوں کو لٹکار اور کہا کہ ”لئن بلغنی أنه نبش من قبره أو مقل به ما ترکت بأرض العرب نصرانیا الا قتلته ولا کنیسة إلا هدمتها“ (عقد الفرید مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۱۳۳) (مطلب وہی ہے جو گزر چکا ہے)

امیر یزید کے یہ الفاظ بلا تغیر و اختلاف، الاستیعاب ص ۶۳۸، تاریخ التواریخ ص ۶۶، کتاب دوم پر بھی موجود ہیں۔ کیا پورے لشکر اور سالار لشکر کی موجودگی میں ایسے الفاظ کوئی معمولی سپاہی یا عہدیدار کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں جبکہ ان الفاظ میں ایک سالار لشکر کا ظنہ اور عرب و بدبہ کار فرما ہے نیز مشہور شیعہ مؤرخ سید امیر علی نے ہسٹری آف سیریز مطبوعہ لندن ۱۹۸۱ء، ص ۸۳ پر، ابن جریر طبری نے تاریخ الامم والملوک ص ۷۳، المسعودی نے التنبیہ والاشراف ص ۱۳۰ پر، ابوالعلی شاہ محمد کبیر شاہ دانا پوری نے تذکرۃ الکرام مطبوعہ لکھنؤ ص ۷۶ پر اور محرم نامہ ص ۱۱۶ پر تفصیلاً جہاد قسطنطنیہ کے واقعات لکھے ہیں اور امیر یزید کی سپہ سالاری کو تسلیم کیا ہے، ان شیعہ سنی مؤرخوں اور مصنفوں کے علاوہ عیسائی مصنفین میں سے پروفیسر ہٹی نے تاریخ عرب میں، ایڈور گین نے تاریخ عروج و زوال رومۃ الکبریٰ ص ۲۸۶ پر اور بزلطین ایمپائر کے ص ۷۰ پر امیر یزید کی سپہ سالاری کو تسلیم کیا ہے۔

(۲۱) مقام یزید بن معاویہ..... امام احمد بن حنبلؒ کی نظر میں

امام احمد بن حنبلؒ سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ وقال أحمد بن حنبل لا ینبغی أن یروی عنه (خطبات بخاری ص ۳۸۵) کہ ”یزید بن معاویہ سے روایت نہ لی جائے“..... امام احمد بن حنبلؒ کا دین اور پرہیزگاری میں بڑا بلند مقام ہے اور رولایت قبول کرنے میں بڑی احتیاط کرتے ہیں۔ بنا بریں امام احمد بن حنبلؒ کی مستند کتاب سے یزید بن معاویہ کی روایت کو نقل کر دینا ہی یزید کی ثقاہت کے لئے کافی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب الزہد میں یزید بن معاویہ کا قول نقل کیا ہے کہ یزید اپنے خطبہ میں کہا کرتا تھا کہ..... (اس روایت کو قاضی ابو بکر ابن العربی نے اپنی مایہ ناز کتاب ”العواصم من القواصم“ میں بھی درج کیا ہے)

”جب تم میں سے کوئی آدمی بیمار ہو کر قریب المرگ ہو جائے اور پھر تندرست ہو جائے تو وہ غور کرے اس کا جو افضل ترین عمل ہو، اس کو لازم پکڑے، پھر اپنے کسی بدترین عمل کی توبہ کرے اسے چھوڑ دے۔“

یزید کا یہ قول نقل کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ یزید کا مقام امام احمد بن حنبلؒ کی نگاہ میں بلند تھا یہاں تک کہ اس (یزید بن معاویہ) کو آپ نے ان زاہد صحابہؓ اور تابعینؓ میں شمار کیا ہے جن کے اقوال کی پیروی کی جاتی ہے اور جن کے وعظ سے لوگ گناہ چھوڑتے ہیں۔ ☆ ☆

- مسلمانوں کی قبروں کی بے حرمتی؟
- جمعہ قائم کرنے کا وقت؟ □ صلاۃ التیسح پڑھنا؟
- عورت کا مصافحہ کرنا؟ □ غیر مسلم عدالتوں کے فیصلے؟
- مغرب کی سنتوں کے بعد آواہین کی رکعتیں؟

☆ سوال: مسلمانوں کی قبروں کی بے حرمتی گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: بلاشبہ شریعت اسلامیہ میں تکریم مسلم کی بڑی اہمیت حاصل ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔ عمرو بن حزمؒ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک مرتبہ قبر پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”اس قبر والے کو ایذا نہ دو“ اور دوسری روایت میں ہے: ”میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔“ (مشکوٰۃ: باب البکاء علی المیت)..... اور صحیح مسلم میں ابو مرہد غنویؒ سے مرفوعاً مروی ہے:

”لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا إلیہا أو علیہا“

”قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف اور نہ ان کے اوپر نماز پڑھو“

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی عزت و احترام ہر حالت میں واجب ہے۔ اس کی اہانت اور توہین آمیز سلوک کرنے والے کے ساتھ وہی کچھ ہونا چاہیے جس کے وہ لائق ہے۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ اس کے لیے مناسب طریقہ سزا و تادیب تجویز کرے جس سے عام لوگوں کو عبرت ہو تا کہ آئندہ ایسے فعل شنیع کا اعادہ نہ ہونے پائے لیکن اس کے بدلہ میں کسی کو موت کے گھاٹ اتارنا بہر صورت ناجائز ہے۔

☆ سوال: اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی بلا وجہ یا برہنائے دشمنی و انتقام قبر کھود ڈالے تو ایسے

شخص کی شریعت اسلامی میں کیا سزا ہے؟

جواب: قبروں کی بے حرمتی کرنا بلاشبہ گناہ ہے لیکن اس شخص کے مباح الدم (قتل جائز) ہونے کی شریعت میں کوئی دلیل نہیں۔ حکومت جو مناسب سمجھے بطور تعزیر سزا دے سکتی ہے۔

☆ سوال: اگر کوئی شخص کسی شخص کو اپنی والدہ کی قبر کھودتے ہوئے دیکھے تو وہ اس شخص سے

کیا سلوک کر سکتا ہے؟ کہاں تک اُسے بدلہ یا سزا کا حق ہے۔ اُس سے قطع تعلق کرنا یا اُس کو دل میں برا جاننا اور سزا دینا انتقام لینا، ان میں کیا بہتر ہے؟ (سید محمد اخلاق، کراچی)

جواب: ایسے شخص سے ہر ممکن طریقہ سے نفرت کا اظہار ہونا چاہیے اور اگر وہ تائب ہو جائے تو پھر رنجش دل سے نکال دینی چاہیے۔

☆ سوال: جمعہ قائم کرنے کا وقت کونسا ہے؟

جواب: اقامت جمعہ زوالِ شمس کے بعد ہونا چاہیے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بایں الفاظ باب قائم کیا ہے: باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس یعنی ”جمعہ کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد ہے“ حضرت انسؓ سے مروی ہے: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ یعنی ”نبی ﷺ زوالِ شمس کے بعد جمعہ پڑھتے تھے“..... امام موصوف نے دیگر احادیث کے علاوہ اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ جمعہ زوال کے بعد پڑھنا چاہیے اور قبل از زوال جمعہ پڑھنے کی کوئی صحیح صریح حدیث موجود نہیں۔ (مرعاة المفاتيح: ۳۰۶/۲)

آج ۱۸ اپریل کو زوال نصف النہار بارہ بج کر پانچ منٹ پر ہے۔ آپ کا نقل کردہ وقت زوال درست نہیں۔ دوبارہ نقشوں کی طرف مراجعت کریں۔ غرض ساڑھے بارہ بجے جمعہ کا آغاز درست وقت ہے بلکہ اس سے قبل بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آج کل زوال بارہ بج کر پانچ منٹ پر ہے۔

جمعہ کے دن زوالی سے تواکف نہیں ہو سکتا، وہ تو ایک حتمی اور یقینی شے ہے۔ اس کا وقوع لازمی امر ہے ہاں کئی ایک اہل علم کے نزدیک نوافل کی بلا استثناء عمومی اجازت ہے، زوال کا اعتبار نہیں۔ اسی طرح جمعہ کی فضیلت کی گھڑیوں میں جو نماز کی ترغیب ہے، وہ جواز کی واضح دلیل ہے۔ مشار الیہ روایت ابو قتادہ اگرچہ منقطع ہے کیونکہ ابوالخلیل کا ابو قتادہ سے سماع نہیں پھر اس میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف ہے لیکن بعض نے شواہد کی بنا پر اس کو بھی قابل عمل سمجھا ہے (المرعاة: ۵۹/۲)

بہر صورت نوافل پہلے پڑھ لیے جائیں۔ زوال کے بعد امام جمعہ کا آغاز کرے گا، صرف دور کعت نماز ہی نہیں بلکہ خطبہ جمعہ دے گا جس طرح سنت سے ثابت ہے۔

☆ سوال: کیا عورت لوہے کی چیز بلیڈ یا ستر ازیر ناف بالوں کی صفائی کے لیے استعمال کر سکتی ہے؟ حلق العانة اور الاستحداد کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: حافظ ابن حجرؒ ”الاستحداد کی تشریح میں رقم طراز ہیں: المراد به استعمال الموسی فی حلق الشعر من مكان مخصوص من الجسد“ (فتح الباری ۱/۳۴۳) یعنی ”جسم کے مخصوص مقام سے بالوں کی صفائی کے لیے استر استعمال کرنا مراد ہے۔“

اور سنن نسائی کی روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں اس کی تعبیر حلق العانة کے ساتھ کی گئی ہے نیز صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ اور انسؓ کی روایات میں بھی ایسی ہی تعبیر ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: المراد بالعانة الشعر الذي فوق ذكر الرجل وحواليه وكذا الشعر الذي حوالي فرج المرأة یعنی العانة سے مراد وہ بال ہیں جو مرد کے ذکر پر اور ارد گرد ہوتے ہیں اور اسی طرح وہ بال جو عورت کی شرمگاہ کے گرد ہوتے ہیں، اُن پر بھی العانة کا اطلاق ہوتا ہے۔

امام نوویؒ وغیرہ نے فرمایا: شعر العانة کے بارے میں مرد اور عورت کے لیے صفائی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بالوں کو اُسترے سے مونڈا جائے چنانچہ صحیح حدیث میں حضرت جابرؓ سے نبی کریم ﷺ کا یہ حکم مروی ہے کہ ”رات کے وقت سفر سے واپس عورتوں کے پاس مت آؤ یہاں تک کہ پراگندہ حالت والی نگہی کر لے اور شوہر کو غیر حاضر پانے والی زیر ناف بال صاف کر لے۔“

اصل سنت ہر اس چیز سے ادا ہو جائے گی جس سے بالوں کی صفائی حاصل ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ لوسے اور غیر لوسے وغیرہ سب کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ صفائی حاصل ہو جائے کیونکہ اصل مقصد یہی ہے۔ آلات کو محض ثانوی حیثیت حاصل ہے۔

☆ عید کے موقع پر جماعت کی صورت میں صلاة التسبیح پڑھنا کیسا ہے؟..... بالخصوص رتوں کے لیے۔

جواب: عام حالات میں صلاة التنبیح پڑھنا سنت سے ثابت ہے لیکن عید کے موقع پر بالخصوص جماعت پڑھنا سنت سے ثابت نہیں۔

☆ کیا عورت اپنے قریبی رشتہ دار سے ہاتھ ملا سکتی ہے۔ پردہ کن سے کرنا ضروری ہے اور چہرہ کے پردے کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: عورت اپنے شوہر سے اور دیگر خواتین بھی اپنے محرموں سے مصافحہ کر سکتی ہیں لیکن عورت کیلئے غیر محرم سے مصافحہ کرنا منع ہے۔ حدیث میں نبی کریمؐ کا فرمان ہے: انی لأصافح النساء ”میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔“ عورت محرموں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے پردہ کرے محرموں کی تفصیل سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب اور موضوع سے متعلقہ احادیث میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

چہرے کے پردے کے بارے میں: واقعہ اِفْك (بروایت صحیح بخاریؒ) میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ”جب میں نے صفوان بن معطل کی آواز سنی تو میں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور حجاب کا حکم نازل ہونے سے پیشتر اس نے مجھے دیکھا تھا۔“ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد عورتیں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا کرتی تھیں۔

☆ سوال: یادداشت کے لیے اپنی یا والدین کی تصویر گھر میں رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور کتابوں کی تصاویر کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔ (ام عبد اللہ، خانوال)

جواب: تصویر خواہ اپنی ہو یا والدین وغیرہ کی بطور یادگار اپنے پاس رکھنا حرام ہے۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب سے فرمایا: (بروایت صحیح مسلم)

”جو بھی تصویر یا مجسمہ دیکھو، اُسے مٹا دو اور جو قبر اُنچی دیکھو اُسے برابر کر دو اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب مصوروں کو ہوگا“

☆ سوال: امریکہ کی عدالت کے خلع یا طلاق پر مبنی فیصلوں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ جواب: اصل یہ ہے کہ حج مسلمان ہو یا غیر مسلم، حج کا فیصلہ ہمارے مجبوری تسلیم کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ تعلیمات نبوی کے معارض و منافی نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ عورت نے خلع کا دعویٰ اپنی مجبوری کی بنا پر کیا ہوگا، لہذا امریکی عدالت کا فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔

☆ کیا امریکی عدالت سے فیصلہ شدہ مساباب کسی اور فرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے؟ جواب: مذکورہ خاتون عدت کی تکمیل کی صورت میں کسی بھی غیر محرم مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔ ☆ سوال: کیا مساباب اپنے پہلے خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔

جواب: اگر یہ عورت سابقہ شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو بھی کر سکتی ہے، شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔ ☆ سوال: اس کے علاوہ جو بھی حقوق خاتون مذکورہ کو حاصل ہیں، اس پر شریعت اسلامیہ (قرآن و حدیث) کے لحاظ سے فتویٰ درگاہ ہے۔ (راشد حسان)

جواب: نئے نکاح کی صورت میں عورت کی رائے کو بہر صورت اہمیت ہونی چاہیے جبکہ ولی کا اذن بھی ضروری ہے۔

☆ سوال: باپ اپنی حیثیت کے مطابق اپنی بیٹی کو جہیز دے سکتا ہے یا نہیں؟ نیز حضرت فاطمہؓ کو نبی ﷺ نے جو چند چیزیں جہیز کے طور پر دی تھیں وہ اپنی حیثیت کے مطابق دینے کی دلیل ہو سکتی ہے؟

جواب: جہیز ایک ہندوانہ رسم ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔ حضرت فاطمہؓ کو بوقت شہادت جو کچھ آپؐ نے دیا ہے، حضرت علیؓ کی کفالت کی بنا پر ہے۔ بطور خاص اس کو جہیز کے جواز کے لیے پیش کرنا محل نظر ہے۔ ہاں البتہ والد بیٹی کو بطور ہدیہ یا تحفہ کوئی شے عنایت کر دے تو اس کا جواز ہے۔ کیونکہ تحفے، تحائف اور ہدایا کی شریعت میں ترغیب موجود ہے۔

☆ سوال: مسئلہ یہ ہے کہ مغرب کی سنن راتہ کے بعد از ابین کے نام سے جو چھ رکعتیں

پڑھی جاتی ہیں، کیا یہ مسنون ہیں؟

جواب: نماز مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھنے والی روایت سخت ضعیف ہے۔ امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبد اللہ بن ابی نعیم منکر الحدیث اور سخت ضعیف ہے۔ (باب ما جاء في فضل التطوع ست ركعات بعد المغرب)

امام ذہبیؒ نے بھی میزان الاعتدال میں فرمایا کہ ”اس کی حدیث منکر ہے۔“ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مرعاة المفاتیح ۱۵۱/۲، ۱۵۲۔ یاد رہے یہ رکعات الاوابین کے نام سے موسوم نہیں بلکہ صلاة الاوابین چاشت کی نماز کو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث ہے: صلاة الاوابین حين ترمض الفصال اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہے جس وقت اونٹنیوں کے بچوں کے پاؤں سخت گرمی سے جلنے لگیں، اور حاکم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع روایت میں ہے: لا يحافظ على صلاة الضحى إلا أواب قال وهي صلاة الاوابين یعنی ”چاشت کی نماز پر اومت صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہی کرتا ہے، مزید فرمایا کہ اسی کا نام صلاة الاوابین ہے۔“ جب حدیث ضعیف ہے تو مسنون ہونا ثابت نہ ہوا، اگرچہ امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں کثرت طرق کی بنا پر فضائل اعمال میں قابل عمل سمجھا ہے۔

☆ سوال: کتابا لنا شریعت مطہرہ (قرآن و سنت) کی رو سے بالکل ممنوع ہے یا بعض صورتوں میں اس کے لیے مسنون اجازت ہے؟

جواب: شوقیہ کتابا لنا ناجائز ہے، اس سے اجر و ثواب میں یومیہ ایک قیراط (اُحد پہاڑ کے برابر) بعض دفعہ دو قیراط کی واقع ہوتی ہے۔ البتہ شکار، مویشیوں کی حفاظت اور کھیتی باڑی وغیرہ کی حفاظت کے لیے اسے پالنا جائز ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے: باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد أو ماشية ”جس شخص نے شکار یا مویشیوں کی حفاظت کے علاوہ کتا رکھا“ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ”کھانٹنے والے کتے کو ہلاک کرنا جائز ہے“ (نیل الاوطار ۱۳۵/۸) لہذا نقصان دہ کتوں کو آپ بھی قتل کر سکتے ہیں۔

☆ سوال: کیا نبی اکرم ﷺ نے معراج کو جاتے ہوئے مسجد اقصیٰ میں تمام نبیوں کی امامت کرائی تھی؟ کیونکہ حدیث مسلم میں ہے: آپؐ نے صرف دو رکعات نماز ادا کی تھی۔ بہت لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ نے تمام نبیوں کی امامت کی، اس لئے آپؐ امام انبیاء ہوئے۔ (آفتاب احمد عباسی، ابو ظہبی)

جواب: مسجد اقصیٰ میں آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی جو امامت کرائی تھی وہ حمیۃ المسجد کی دور کعتیں تھیں (ملاحظہ ہو تفسیر اضواء البیان)..... لہذا آپ ﷺ امام الانبیاء ٹھہرے۔ ☆☆

بحث و تحقیق اور انٹرنیٹ

[انٹرنیٹ کے مختلف استعمالات]

ذیل نظر موضوع جو اصلاً تو ”اسلامی علم و تحقیق میں کمپیوٹر کے استعمال“ کے موضوع پر روشنی ڈالنے کے لئے شروع کیا گیا، اس مرحلے تک پہنچنے پہنچنے قدرے وسیع دائرہ کار میں مختلف دیگر اعتبار سے بھی کمپیوٹر کے استعمالات کو حاوی ہو گیا ہے۔ چونکہ محدث کا مخصوص قاری کمپیوٹر کے بارے میں خاطر خواہ معلومات نہیں رکھتا چنانچہ کسی حوالے سے بات شروع کرنے سے قبل اس موضوع کے مجموعی خاکے کی وضاحت بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ یہی صورت حال آپ درج ذیل مضمون میں بھی محسوس کریں گے کہ بعض اوقات اپنے موضوع کے تقاضے پورے کرتے ہوئے بات قدرے وسعت اختیار کر جاتی ہے لیکن اس کے باوجود مضمون کی افادیت متاثر نہیں ہوئی۔ اور پڑھنے لکھنے والے حلقوں کو کمپیوٹر سے آشنا کروانے اور اس کے حیرت انگیز استعمالات سے روشناس کروانے میں یہ ایک اچھی کاوش ہے..... اس سلسلہ کی ابتدا میں ہی اس تکنیکی پہلو کی ضرورت کو پیش کر دیا گیا تھا۔

یاد رہے کہ ایک جداگانہ موضوع ہونے کے ناطے اس میں قدرے زیادہ ذہنی ارتکاز اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اور امید ہے کہ اس مضمون کے مطالعے کے بعد آپ انٹرنیٹ کے بارے میں جہتی برحقیت تاثر قائم کر سکیں گے۔ جو چیلنج آئندہ اس میدان میں پیش آنے کے امکانات ہیں، اور اس کے ذریعے ابلاغیات کی جو نئی صورت گری ہو رہی ہے، ان سے بھی آپ کو آگاہی حاصل ہو جائے گی۔ دو پر جدید کے تقاضوں کی بجا تکمیل ان جدید وسائل علم و ابلاغ سے استفادے کے بغیر ممکن نظر نہیں آتی۔

چونکہ یہ ایک بالکل جدید نوعیت کا معلوماتی مضمون ہے جس کا مزاج بھی ہمارے قاری کے مزاج سے یکسر مختلف ہے لہذا ممکن ہے کہ بعض قارئین اس سے استفادہ نہ کر پائیں چنانچہ اس مضمون کو قدرے باریک قلم کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے جو اس کی اصل ضخامت سے کم از کم نصف صفحات میں سما یا ہے۔ یاد رہے کہ انٹرنیٹ پر اس قدر تفصیلی مضمون بالخصوص اس حوالے سے آج تک لکھا نہیں جاسکا۔ اس اعتبار سے قارئین محدث کے لئے یہ ایک ارمغان علمی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی تبلیغ کے تقاضے پورے کرنے اور زندہ جدید میں اسے خوبصورت انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین! (ادارہ)

حقوق اشاعت یعنی Copy Right کا مسئلہ

مارچ ۹۹ء کے شمارے میں پیش کیے جانے والے موضوع پر یوں تو تبصرہ و تعارف مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن اشاعت کے بعد چند مزید امور تشنہ نظر آئے جن کے بغیر اس حصہ کی تکمیل قدرے مشکل دکھائی دی۔ چنانچہ ذیل میں کمپیوٹر پر پہلے ذریعہ علم و تحقیق یعنی CD-Rom کی بابت تفصیلی بحث پیش کی جا رہی ہے:

جیسا کہ CD کی مالیت کے بارے میں گزر چکا ہے کہ اس کے میٹرل کی لاگت اور صارف کو قابل ادا قیمت صرف 80 روپے ہوتی ہے۔ لیکن یہ قیمت فقط اس میٹرل اور اس کی بناوٹ Manufacturing پر صرف ہونے

مقتاضی ہیں جس کا معمولی سا اندازہ اس سے مستفید ہونے والا ہر فرد کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ایسا رویہ اپنایا جائے جو اس کام میں مزید ارتقاء کا باعث ہو نہ کہ تنزیل کی طرف لے جائے۔

کاپی رائٹ کے قانون سے ڈیجیٹل سٹیشن میں اضافہ ہوتا ہے
یہ ایک حقیقت ہے کہ جن ممالک میں کمپیوٹر پروگراموں کے لیے ”کاپی رائٹ“ یعنی حقوق اشاعت محفوظ ہیں وہاں ان پر زیادہ سے زیادہ کام ہو کر مارکیٹ میں آ رہا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان میں چونکہ Copy Right کا قانون لاگو نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ یہاں کوئی قائل ذکر پروگرام نہیں بنایا جاسکا حتیٰ کہ ملک کی قومی زبان اردو بھی کمپیوٹر کے حوالے سے اس قدر ترقی دامن ہے کہ وہ کام جو آج سے دسیوں برس قبل انگریزی و عربی میں آسانی سے جاری تھے، اردو میں کمپیوٹر پر تادم تحریر کرنے ممکن نہیں۔ آئندہ اوراق میں جہاں ہم انٹرنیٹ پر گفتگو کریں گے، آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اردو زبان میں انٹرنیٹ کی کوئی بھی معیاری سہولت میسر ہی نہیں جس کی بنیادی وجہ بھی Copy Right کا معاملہ ہی ہے، جب کہ اس کے برعکس بھارت جہاں ان قوانین کی کچھ پاسداری کی جاتی ہے، وہاں کے بنائے سافٹ ویئر عالمی طور پر اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ اور دنیائے کمپیوٹر کے سب سے زیادہ استعمال ہونے والے پروگراموں کی تیاری میں بھارتی قوم کا معتد بہ حصہ ہے۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ اردو جو پاکستان کی قومی اور مسلمانان جنوبی ایشیا کے رابطہ کی واحد زبان ہے کا بنیادی کتابت کا سافٹ ویئر Inpage انڈیا کا تیار کردہ ہے جب کہ انڈیا ملکی سطح پر اردو کی مخالفت کر کے ہندی اور سنسکرت کی ترویج کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ یہ صورت حال پاکستانی قوم کے لیے مقام شرم ہے۔ اس تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ کمپیوٹر کی حد تک تجربہ بھی بتاتا ہے کہ کاپی رائٹ کا قانون کمپیوٹر میں ڈیجیٹل سٹیشن (ارتقاء) کے رجحان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ علاوہ ازیں شرعی اعتبار سے بھی محنت کرنے والے کو اس کا حق محنت وصول ہونا چاہیے۔ چنانچہ دونوں اعتبار سے محنت کا معاوضہ

والی محنت کی ہے۔ جب اس میں کتب علم و تحقیق داخل کی جاتی ہیں اور ان کو مربوط و منظم انداز میں متنوع فوائد دار کا بنایا Possibilities کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے تو سب سے شہر افراد کی پیہم کاوش کے نتیجے میں ایسا ہونا ممکن ہوتا ہے۔ جس CD کے فوائد جس قدر زیادہ ہوں گے واضح سی بات ہے اس پر اسی قدر زیادہ محنت کی گئی ہوگی۔ CD کی قیمت سے قطع نظر اس پر ہونے والی محنت اور پیش کیے جانے والے مواد کی اہمیت کا اندازہ لگائیں تو واقعتاً اس کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اس کی قیمت ہزاروں روپے میں بھی ہو تو زیادہ نہیں۔

یوں تو پیش کئے جانے والے مواد یعنی علمی، بحث و تحقیقات کے حقوق طباعت کا مسئلہ بھی اپنی جگہ ایک سوال ہے، جس پر علماء کی مختلف آراء ہیں: بعض تو حقوق طباعت کے مسئلے کو علم پر اجارہ داری اور علم سے معنوی و مادی فائدہ اٹھانے کا رنگ دیتے ہوئے علم و حکمت کا معاوضہ لینے کو جائز خیال نہیں کرتے جب کہ دوسری طرف بعض کبار علماء ایسے بھی ہیں جو مصنف و مؤلف کی اجازت و معاوضہ کے بغیر اشاعت کتاب کو سنگین خیانت سمجھتے ہوئے شائع کنندہ کے گناہ گار ہونے کا موقف رکھتے ہیں۔ یہ سب تو اپنی جگہ ایک مستقل موضوع ہے جس میں کسی درمیانی اور متوازن رائے کی ضرورت موجود ہے۔ ہمارے پیش نظر مسئلہ اپنے مخصوص موضوع کی مناسبت سے کمپیوٹر پر ان کتب کو پیش کرنے کا ہے کہ آیا ان افراد یا کمپنیوں کو جو یہ نیک کام بڑی لگن اور دینی جذبے سے کر رہی ہیں اور اسلام کی ایک عظیم خدمت بجالا رہی ہیں، ان خدمات کا انہیں کچھ صلہ بھی دیا جائے یا ایسی CD سے آزادانہ استفادہ کا طرز عمل اپنایا جائے۔

اس مسئلے میں کافی غور و فکر کے بعد جو میں سمجھ سکا ہوں اور جس کی تائید عام کمپیوٹر کمپنیوں کا رویہ بھی کرتا ہے وہ یوں ہے کہ اسلامی موضوعات پر کام کرنے والی موجودہ کمپنیاں یا انفرادی طور پر کی جانے والی کاوشیں ایک بہت مبارک عمل ہیں جس کی جس قدر حوصلہ افزائی کی جائے کم ہے۔ اس کام پر ہونے والی کاوشیں بھی اس قدر مسلسل محنت، جدوجہد اور منظم و مربوط کارکردگی کی

چونکہ ایک معیار روح پاچکا ہے اور وہ از خود اس شرط پیش کی ادائیگی کر دیتے ہیں۔ مسلمان قوم کے ہونے کے ناطے ہمارا بھی یہ لازمی فرض ہے کہ ہم بھی اپنے طرز عمل میں اس کا خیال رکھیں۔ غرض جس شے سے استفادہ کیا جائے اس کا معاوضہ محنت کرنے والے کو ادا نہ کرنا ایک واضح بددیانتی ہے جس پر ہمیں غور و فکر کرنا چاہیے۔

دوسرا وسیلہ تحقیق..... انٹرنیٹ

انٹرنیٹ کیا ہے؟

دور جدید، ذرائع مواصلات میں انقلاب کا دور ہے۔ پیغامات کی آزادانہ، سستی اور فوری ترسیل انٹرنیٹ کے بنیادی نکات ہیں۔ عام طور پر انسان جس قدر ایک دوسرے سے مربوط اور باخبر ہوں گے۔ اس قدر زیادہ سے زیادہ وسائل انسانی سے استفادہ اور انسان کی مشکلات سے نمٹنا آسان ہونے کے امکانات ہیں۔ کچھ اس قسم کے تصورات پر ہی یہ ایجاد عالم وجود میں آئی۔ یوں تو چند عشروں سے کسی نہ کسی صورت میں مختلف آلات کے ذریعے اسی نوعیت کی خدمات لی جا رہی تھیں لیکن اپنی موجودہ شکل میں تمام مذکورہ مقاصد کی سو فیصد تکمیل کا خواب انٹرنیٹ کے ذریعے ہی شرمندہ تعبیر ہوا۔ انٹرنیٹ دنیا بھر کے کمپیوٹروں کا آپس میں مربوط ایک عالمی جال (Network) ہے۔ اس کے لیے انگریزی میں WWW یعنی World Wide Web (عالمی سطح پر پھیلا ہوا جال) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

اس جال کی تشکیل آسان انداز میں کچھ اس طرح ہوتی ہے کہ مصنوعی سیاروں (Satellites) کے ذریعے دنیا بھر کے کمپیوٹرز کو آپس میں مربوط کر دیا جاتا ہے۔ سیاروں سے رابطہ ایک بہت طاقتور ڈش (سکٹل وصول کرنے اور بھیجنے کا آلہ) کے ذریعے ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ کا ہر صارف تو اس قدر مہنگی ڈش نہیں خرید سکتا چنانچہ ہر شہر میں چند ایسی کمپنیاں بنائی گئی ہیں جو سیارے سے رابطہ کا مکمل نظام تیار کر کے شہر بھر کے کمپیوٹرز کو ٹیلی فون کے ذریعے اپنے کنٹرول روم تک رسائی مہیا کرتے ہیں جہاں سے ان بے شمار کمپیوٹروں کو سیارے سے منسلک کر دیا جاتا

دینے میں ہی ہر دو فریق کی بہتری ہے۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ کمپیوٹر کی حیرت ناک کارکردگی کو دیکھتے ہوئے اور اس کام میں کافی منافع کی امید میں بے شمار کمپنیاں متعدد سافٹ ویئرز مارکیٹ میں لے آتی ہیں، جن کے استعمال کے بعد ہی حقیقی جائزہ حاصل ہوتا ہے کہ آیا ان سے صحیح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ایک دقیق چیز ہونے کے ناطے کوئی عام خریدار عموماً ۷۰ فیصد سافٹ ویئرز ایسے خرید لیتا ہے جو اس کے مطلوبہ تقاضے پورے نہیں کرتے۔

ان دونوں صورتوں کا درمیانی حل یہ ہے کہ استعمال کنندہ کو ہر طرح کے سافٹ ویئرز کا پی کر داکے استعمال کر دیکھنے چاہئیں۔ بعد ازاں اس کو جن سافٹ ویئرز کے بارے میں یقین ہو جائے کہ وہ اس کے مطلوبہ تقاضے پورے کرتے ہیں اور وہ اس سے استفادہ کرنا شروع کر دے تو تب اس کو اس سافٹ ویئرز کی اصل قیمت ادا کر دینا چاہیے۔ بصورت دیگر ایسے سافٹ ویئرز جو اس کے کام کے نہیں اور وہ ان سے استفادہ نہیں کر رہا کو صرف کا پی کر کے رکھ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے جہاں استعمال کنندہ کا مفاد محفوظ ہو جاتا ہے وہاں سافٹ ویئرز بنانے والی کمپنیوں میں بھی درست بنیادوں پر مقابلے کا رجحان پروان چڑھتا ہے کہ جو کمپنی با مقصد اور مفید ترین سافٹ ویئرز بنائے گی وہی اپنی محنت کا معاوضہ وصول کر سکتی ہے۔ بہر حال یہ صارف کے اپنے ایمان و دیانت کا مسئلہ ہے کہ اگر وہ اپنے فائدہ اٹھانے کی قیمت ادا کرنے سے بھی انکار ہی ہے تو وہ اس کے ذریعے جہاں اپنے ضمیر کا مجرم ٹھہرتا ہے وہاں نیک کام پر ہونے والی خدمات کی حوصلہ شکنی کا بھی مرتکب ہوتا ہے۔

اس رائے کو اپنانے کی وجہ عام کمپیوٹر کمپنیوں کا رویہ بھی ہے۔ یورپ و امریکہ کی کمپنیاں اپنی کمپیوٹر مصنوعات یعنی سافٹ ویئرز کے ضمن میں یہی طرز عمل اختیار کرتی ہیں کہ استعمال کنندہ اگر چاہے تو اسے بلا قیمت حاصل کر کے استعمال کرے، لیکن ایک ماہ کے اندر اندر اسے قیمت ادا کرنا ہوگی۔ بصورت دیگر وہ پروگرام از خود کام کرنا بند کر دیگا۔ یورپی اقوام کے ہاں کاروباری اخلاقیات و دیانت کا

اب اس کا معاوضہ بھی ختم کر کے بالکل مفت کر دیا گیا ہے لیکن پاکستان میں اس رابطے کی اوسط قیمت ۱۵ سے ۲۵ روپے فی گھنٹہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک ٹیلی فون کال جو جب تک منقطع نہ ہو کے چار بج بھی ادا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ انٹرنیٹ کی سروس مہیا کرنے والی کمپنیوں سے رابطہ کی صورت میں ہر ۵ منٹ پر نئی کال کے اضافہ والا اضافہ بھی لاگو نہیں ہوتا۔

یہ تو وہ طریق کار ہے کہ یہ رابطہ کس طرح ممکن ہوتا ہے۔ جہاں تک انٹرنیٹ کا تعلق ہے تو یہ دراصل مواصلات و معلومات کا ایک وسیع اور عظیم الشان نظام ہے۔ اس کو آپ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح TV کے بیسیوں چینل ہوتے ہیں جہاں مختلف نشریاتی ادارے اپنی نشریات پیش کرتے ہیں، عین اسی طرح کمپیوٹر نیٹ ورک پر کروڑوں TV چینل ہیں جن پر آپ پیش کنندہ ادارے کی نشریات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ کچھ اعتبارات سے یہ TV سے امتیاز بھی رکھتے ہیں کہ جس TV چینل پر آپ جانا چاہیں تو آپ اس کی پیش کردہ نشریات کو ہی دیکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جبکہ انٹرنیٹ کے چینل جنہیں اصطلاح میں Webpage (جال کے صفحات) Web Site کہا جاتا ہے پر آپ مطلوبہ چینل پر مطلوبہ چیز کا انتخاب بھی کر سکتے ہیں، ان سے بات چیت کر سکتے ہیں اور ان سے خیالات کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔ انہیں سیکنڈوں میں کوئی بھی کمپیوٹر پر موجود شے Data/Software بھیج سکتے ہیں، یونیورسٹیوں میں پراسپیکٹس کا مطالعہ، شرائط داخلہ کی بابت تفصیلات اور اپنا داخلہ فارم جمع کروا کر جواب طلب کر سکتے ہیں۔ دنیا بھر کی لائبریریوں سے مربوط ہو کر اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر تمام کتب یا خاص موضوع پر موجود کتب کی فہرست دیکھ سکتے ہیں اور بعض اوقات مکمل کتاب کو کمپیوٹر سکرین پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعے کیا کچھ ہوتا ممکن ہے، اس کی حد بندی ابھی تک ممکن نہیں ہو سکی لیکن عام طور پر جن سہولتوں کو استعمال کیا جاتا ہے، ان کی تعداد ۵۰ سے زیادہ ہے جن میں سے اہم ترین کو آئندہ اوراق میں اختصار سے پیش کیا جا رہا ہے۔

ہے..... اس سے ثابت ہوا کہ کمپیوٹر، عام ٹیلی فون کی لوکل لائن کے ذریعے اپنے شہر کی انٹرنیٹ سہولت فراہم کرنے والی کمپنی ISP (InterNet Service Provider) سے رابطہ کرتے ہیں۔ جہاں سے وہ کمپنی انہیں عالمی مواصلاتی سیارے تک رسائی مہیا کر دیتی ہے۔ جس کے بعد اس عالمی نیٹ ورک سے منسلک کسی بھی کمپیوٹر سے ان کا رابطہ سیکٹروں میں ہو سکتا ہے۔ بعض قدرے پس ماندہ شہروں میں یہ ISP کمپنیاں موجود نہ ہوں تو اس وقت کسی بیرون شہر کمپنی تک ٹیلی فون لائن کے ذریعے رابطہ کر کے سیارے سے مربوط ہوا جاسکتا ہے۔

مثال کے طور پر سعودی عرب میں کچھ عرصہ قبل تک بطور پالیسی انٹرنیٹ کا استعمال ممنوع تھا اور ایسی رابطہ کرانے والی کمپنیوں (ISPs) پر بھی پابندی تھی۔ اس وقت تک ادارات کی سرحدوں کے قریب رہنے والے سعودی شہری اپنے کمپیوٹر کے ذریعے سعودی عرب میں ٹیلی فون لائن پر ادارات کی کسی انٹرنیٹ کمپنی سے منسلک ہوتے جو انہیں سیاروں سے منسلک کر دیتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس صورت میں ٹیلی فون کا رابطہ لوکل کال کی بجائے دو شہروں کے درمیان ہونے والا رابطہ ہوتا۔ چنانچہ یہ صورت ممکن تو ہے لیکن کافی مہنگی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں انٹرنیٹ کے چار بج کے ساتھ ساتھ دو شہروں کے درمیان برابر رابطہ رکھنے کی قیمت بھی ادا کرنا پڑتی ہے۔

سیارے سے کمپیوٹر کے منسلک ہونے کے بعد آپ برابر کے گھر میں موجود کمپیوٹر سے رابطہ کریں یا دنیا کے کسی حصے میں موجود کمپیوٹر سے، اس کا معاوضہ بالکل ایک ہے کیونکہ سیارے سے رابطہ کے بعد تمام دنیا سے رابطہ یکساں ہو جاتا ہے۔ حیرت ناک بات یہ ہے کہ اس رابطہ کی قیمت انتہائی حد تک کم ہے۔ بعض ترقی یافتہ ممالک میں تو

بدولہ مثال اس وقت لاہور میں اس طرح کی کم از کم ۱۰ کمپنیاں ہیں سروس مہیا کر رہی ہیں جن میں IBM, WOL, POL, Brain, MS Net, Paknet, Comsat وغیرہ زیادہ مشہور ہیں اور ابھی وہ کمپنیاں ہیں جنہیں انٹرنیٹ سے منسلک رہنے کے دورانے کا معاوضہ بھی ادا کیا جاتا ہے۔

کمپیوٹر پر جہاں مختلف اداروں سے رابطہ کرنا فوری، سستے ترین اور مطلوبہ انداز میں ممکن ہے وہاں یہ امر بھی قابل حیرت ہے کہ کسی ادارے کا اپنے آپ کو انٹرنیٹ چینل (Web Page) کے طور پر پیش کرنا بھی بہت آسان اور انتہائی کم لاگت سے ممکن ہے۔ (دیکھئے ص ۵۲)

Web Page Browsing

کو کھانگنا ملاحظہ کرنا

انٹرنیٹ سے میسجوں قسم کے کام لیے جارہے ہیں جن میں سب سے زیادہ معروف سرورس Web Page Browsing یعنی مختلف انٹرنیٹ سائٹس پر دی گئی معلومات کو ملاحظہ کرنا ہے۔ اس نوعیت کے استفادے کے لیے ہی عموماً انٹرنیٹ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جبکہ فی الواقع یہ انٹرنیٹ کی ایک ذیلی لیکن زیادہ استعمال ہونے والی سہولت ہے اور اس نوعیت کی مزید میسج سرورس انٹرنیٹ پر میسر ہیں۔ اس میں سادہ اور واضح ترانہ میں نکات وار معلومات پر مبنی صفحات، انٹرنیٹ پر رکھے جاتے ہیں۔ ابتدائی صفحہ کسی ویب سائٹ کے تمام ذیلی صفحات سے مربوط (Linked) ہوتا ہے۔

تعلیمی اداروں سے رابطہ اور اس کے کورسز کی

تفصیلات حاصل کر کے داخلہ جمع کرنا

مثال کے طور پر اگر کوئی یونیورسٹی اپنا Webpage انٹرنیٹ پر لاتی ہے تو وہ ابتدائی صفحہ پر بعض واضح سرخیاں درج کرے گی یعنی: یونیورسٹی کے بارے میں بنیادی معلومات، انتظامیہ کی فہرست، کردائے جانے والے کورسز، فیسوں کی تفصیلات ہر ہر عنوان کے تحت مزید صفحات مربوط ہوتے ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص تعلیمی کورسز کے بارے میں دلچسپی رکھتا ہے تو وہ ”تعلیمی کورسز“ کی سرخی پر ہٹن دباے گا جس کے نتیجے میں اگلے صفحہ پر موضوع وار، دورانیہ وار یا کسی اور ترتیب سے کورسز کی فہرست آجائے گی۔

مثال کے طور پر اسلامی تحقیق سے دلچسپی رکھنے والا مذہبی کورسز کے عنوان پر ہٹن دباے گا، اس ہٹن کے دبانے سے ایک مزید ذیلی صفحہ کھل جائے گا اور اس صفحہ

میں مختلف کورسز کی تقسیم بطور مذہب کی گئی ہوگی۔ چنانچہ استعمال کنندہ اب اس کے ذیلی صفحہ پر اسلام کے مختلف کورسز کے عنوان کو دبا کر اسلامی کورسز تک رسائی حاصل کر سکے گا۔ اس ہٹن کو دبانے پر ایک اور ذیلی صفحہ میسر آئے گا جس میں اسلام کے موضوع پر مختلف نوعیت کے کورسز کی فہرست دی گئی ہوگی۔ ان میں سے مطلوبہ کورسز کو دبانے پر اس کے ذیلی صفحہ میں اس کورس کی تمام تفصیلات یعنی دورانیہ، کتب، تعلیمی ڈگری، شرائط اور فیسیں وغیرہ دیکھی جاسکیں گی۔ اس صفحے پر یہ بھی ممکن ہے کہ داخلہ فارم بھرنے کے لیے بھی ایک ہٹن بتایا گیا ہو جس کو دبانے پر داخلہ فارم آپ کے سامنے کھل جائے، داخلہ فارم میں مطلوبہ معلومات داخل کر کے وہیں انٹرنیٹ ڈاک E-mail (جس کا تذکرہ آگے آئے گا) کے ذریعے یہ داخلہ فارم بھی ایک ہٹن دبانے پر اس یونیورسٹی کو سینکڑوں بھریں وصول ہو سکتا ہے۔ یہاں یہ بھی ممکن ہے کہ داخلہ فارم جمع کروانے پر کمپیوٹر آپ سے سوال کرے کہ آپ اس کورس کی فیس بھی ابھی ادا کرنا چاہیں گے۔ اگر آپ فوری طور پر ادا کرنا چاہیں تو ہٹن دبانے سے ایک اور ذیلی صفحہ کھلتا ہے، جس میں اپنے بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر درج کر کے اپنے اکاؤنٹ کا کوڈ نمبر Code No دیا کر کے آپ ادائیگی بھی کر سکتے ہیں.....

اسی طرح اسی یونیورسٹی کے مختلف شہروں میں کیسپس وغیرہ کی تفصیلات کے لیے آپ بالکل اولین صفحہ پر ”محل وقوع“ اور ”پتہ جات“ کا ہٹن دبا کر اس سے مربوط صفحہ پر مختلف یونیورسٹی کیسپس بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ یوں بھی ہو سکتا کہ مختلف عمارتوں کے ناموں پر ہٹن دبانے سے آپ کو مطلوبہ کیسپس کی تصاویر اور دوسری تفصیلات دیکھنا بھی ممکن ہو جائیں۔

مختصر یہ کہ Web site بے شمار مربوط صفحات پر مبنی ہوتی ہے، جس میں ایک صفحہ سے دوسرا صفحہ کھلتا چلا جاتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی Web site ۵ ہزار صفحات پر مشتمل ہو اور کوئی ویب سائٹ والا ادارہ صرف ۵ صفحات کو انٹرنیٹ پر رکھنے کے اخراجات برداشت کر سکے۔ ویب سائٹس بنا کر دینے والے ادارے کا معیار بھی

خریداری بذریعہ انٹرنیٹ

قارئین یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اس وقت جدید دنیا میں انٹرنیٹ کے ذریعے خریداری کا رجحان فروغ پکڑ چکا ہے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ اگر کوئی ٹیپ ریکارڈر خریدنا ہو تو علاقائی مارکیٹ سے محدود دورائی میں اسے منتخب کیا جاتا ہے۔ اب ٹیپ ریکارڈر بنانے والی تمام کمپنیاں جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے، انٹرنیٹ پر اپنی Sites کے ساتھ موجود ہیں۔ اپنے کمپیوٹر کے ذریعے کسی بھی کمپنی کی سائٹ سے رابطہ کر کے آپ اس کے اولین صفحہ پر بجلی کے گھریلو استعمال کے آلات Home Appliances پر جن دہائیں، اگلے صفحے پر ٹیپ ریکارڈر کا لفظ ملنے پر اس کے ذیلی صفحہ پر جائیں وہاں مختلف اقسام Catagories میں سے مطلوبہ معیار پر مبنی دپا کر اس مخصوص ٹیپ ریکارڈر کی معلومات حاصل کریں۔ اس صفحے پر مختلف بنٹوں کے ذریعے اس کی مختلف رنگوں میں تصاویر بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح اس کی اصل قیمت اور مختلف ممالک میں پارسل کی صورت میں بھیجے کی صورت میں اس کی ”تزیل پالیسی رچارجز“ کو ایک مستقل صفحہ پر دیکھا جاسکتا ہے، اگر کوئی قیمت آپ ادا کرنے پر مطمئن ہوں تو کمپیوٹر پر ہی اپنے بینک اکاؤنٹ ریکریڈٹ کارڈ کے ذریعے آپ کمپنی کو ادائیگی حاصل کرنے کا خفیہ نمبر Code بتا سکتے ہیں۔ اور تزیل پالیسی کے مطابق ہفتہ بھر میں وہ ٹیپ ریکارڈر بذریعہ ڈاک، کمپنی کے صدر دفتر سے آپ کو گھر میں وصول ہو جائے گا۔ بالفرض دوسرے ملک سے خریدنے میں اس کی قیمت زیادہ محسوس ہوتی ہو، تو کمپنی کے پہلے صفحے پر موجود مختلف ممالک میں برانچز کی فہرست، پتہ جات اور ٹیلی فون نمبرز حاصل کر کے یا ذیلی دفاتر پر بھی انٹرنیٹ کے ذریعے رابطہ کر کے اپنے علاقے کے بااختیار ڈیلر سے آپ ٹیپ ریکارڈر منگوا سکتے ہیں۔ یہاں اگر کچھ سوالات آپ کو پوچھنے ہیں یا کمپنی سے ہی مشورہ طلب کرنا ہے کہ وہ مطلوبہ ٹیپ ریکارڈر کے اختیار میں آپ کو مدد دے تو Email کے ذریعے یا فوری طور پر IRC یعنی Inter Relating Chat (لکھ کر

کسی بہت کردار ادا کرتا ہے۔ بنوانے والا ادارہ تلفظ دہ اور معلومات واضح اور سادہ انداز میں مہیا کرتا ہے لیکن اس کو عین منطقی ترتیب کے ساتھ خوش اسلوبی سے مربوط کرنا تو دیب سائنس بنانے والے ادارے کا کام ہے، اس طرح دیب سائنس کا دیدہ زیب اور واضح ہونا، متعدد سہولیات کا حامل ہونا وغیرہ بھی بنانے والی کمپنی کی ذمہ داری ہوتا ہے۔ صفحات کو غلط طور پر مربوط کرنے کی صورت میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ناظر تعلیمی کورسز کا تقاضا کرے اور کمپیوٹر ذیلی صفحہ (Linked Page) میں یونیورسٹی کا مختصر تعارف پیش کر دے، تو اس صورت میں یہ صفحات کو مربوط کرنے میں Website بنانے والے ادارے کی غلطی ہوگی۔ اس لیے صفحات کی ربط بندی اور معلومات کی درجہ بندی اور عقلی و منطقی ترتیب کی تشکیل بھی قدرے توجہ طلب کام ہے۔

بعض لوگ اس نوعیت کی ویب سائنس بنوانے کا بھی تقاضا کرتے ہیں کہ ان کی ویب سائنس کو کھولنے سے پہلے ناظر اپنا نام اور مکمل ایڈریس دو دیگر معلومات کا فارم کمپیوٹر پر بھرے۔ اس کے یہ فارم بھرنے سے ہی اس کا نام ناظرین کی فہرست میں داخل ہو جاتا ہے اور خود کار نظام کے تحت اس سے اگلے روز ناظر کے پیشے، کام اور اہلیت کی مناسبت سے تیار کردہ مخصوص معلومات پر مبنی مراسلہ اس کو E-mail یا عام ڈاک کے ذریعے ارسال کر دیا جاتا ہے..... اسی طرح بعض ادارے جن کی پیش کردہ معلومات کی بڑی مانگ ہو، وہ اپنی Site کھولنے سے قبل ناظر سے نام اور بینک اکاؤنٹ کا تقاضا کرتے ہیں اور Site کو دیکھنے سے لے کر اس کو بند کرنے تک کے وقت کا ریکارڈ پیش کر کے ناظر کو اس کے پیشگی چارجز بتا کر اس کے اکاؤنٹ سے اپنا مل وصول کر لیتے ہیں۔

ان مختلف مثالوں کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علمی و نظری طور پر قارئین کو انٹرنیٹ کی سہولیات بتلانے کی بجائے عملی رنگ میں بعض مثالوں کی مدد سے اس کی کارکردگی کا ایک خاکہ پیش کر دیا جائے۔

تحقیق کاری اور جو دستہ طبع سے گزرتا پڑتا ہے، چنانچہ اس کام کا معاوضہ بھی کارکردگی کی بجائے ہر گھنٹہ کی مصروفیت کے اعتبار سے دیا جاتا ہے۔ آج کل بھی امریکہ میں اس کام کو کرنے والے کو اوسطاً ۱۵ ڈالر فی گھنٹہ کے حساب سے معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں چونکہ محنت و مزدوری Labour کا معاوضہ کافی کم ہوتا ہے لہذا ان ممالک سے بھی بہت بڑی تعداد میں یہ ڈیزائننگ کروائی جاتی ہے۔

اب ہم اپنے موضوع سے قریب تر، انٹرنیٹ سے استفادہ کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

لکھنے پڑھنے میں انٹرنیٹ کا استعمال

گذشتہ تفصیل ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انٹرنیٹ پر تمام چھوٹے بڑے ادارے اپنی معلومات رکھتے ہیں اور اس طرح اپنے صارفین Customers کو رابطہ کی آسان ترین سہولیات پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہر طرح کے اشاعتی و طباعتی ادارے، میڈیا سے منسلک تمام ادارہ جات چاہے ان کا تعلق الیکٹرانک میڈیا سے ہو یا ریڈیو، TV وغیرہ یا پرنٹ میڈیا سے جیسے دنیا بھر کے اخبار و جرائد، مختلف دورانے کے مجلات، تمام زبانوں میں چھپنے والے رسائل اور ہر نوعیت کی کتب، ان کی خریداری، انتخاب اور ترسیل کی سروسز وغیرہ انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں۔

جہاں تک تو مخصوص عرصہ کے بعد طبع ہونے والے جرائد، مجلات اور رسائل کا تعلق ہے یعنی نشریہ مطبوعات وغیرہ مثلاً دنیا کے معروف ترین میگزین، ٹائمز، نیوز ویک، ریڈرز ڈائجسٹ، روزنامہ اخبارات مثلاً Dawn, Los Angeles Times، ڈے، جنگ، نوائے وقت اور دیگر تمام ماہنامہ و ہفت روزہ جات وغیرہ تو یہ مکمل ترین صورت میں انٹرنیٹ پر بلا معاوضہ دستیاب ہوتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ جس طرح کاغذ پر اشاعت کے کچھ مخصوص فوائد ہیں اور کچھ مشکلات ہیں، لیکن مجموعی طور پر کمپیوٹر کی سکرین کاغذ کے مقابلے میں وسیع تر سہولیات اور سروسز کی حامل ہے چنانچہ انٹرنیٹ پر یہ اخبار و رسائل نہ صرف کاغذ سے زیادہ

فوری بات چیت کے ذریعے آپ فوری مشورہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ فی الوقت انٹرنیٹ پر کوڈ نمبروں کے ذریعے غیر متعلقہ لوگوں کے رقوم نکلوانے کی شکایت بھی عام ہے کیونکہ کوڈ نمبر کو دوسرے لوگ پڑھ لینے کے بعد اسی نمبر پر اپنی خریداری بھی کر لیتے ہیں۔ گذشتہ سال اس نوعیت کے فراڈ کی مالیت کروڑوں ڈالر کے قریب ریکارڈ کی گئی تھی۔ جس کی ادائیگی متعلقہ بینکوں کو کرنا پڑتی ہے جو پہلے ہی اس طرح کے نقصانات سے بچنے کیلئے صارفین سے اضافی چارج وصول کر چکے ہوتے ہیں۔ بہر حال ابھی تک اس مسئلے کا کوئی حل نکالا نہیں جاسکا۔

انٹرنیٹ کو متعارف ہوئے ابھی ۳ برس ہی مکمل ہوئے ہیں کہ جدید دنیا کے تمام چھوٹے بڑے ادارے انٹرنیٹ پر اپنا Web site بن چکے ہیں بعض یورپی ممالک میں یہ رجحان قدرے کم ہو سکتا ہے لیکن امریکہ جو اس ٹیکنالوجی کا موجد اور مرکز ہے، میں ایک جنون کے طور پر انٹرنیٹ پر اپنے Webpage (جسے www کے ساتھ ملحقہ ایڈریس سے پہچانا جاتا ہے) بنائے جا رہے ہیں۔ آج سے سال بھر سے بھی پہلے کی بات ہے کہ انٹرنیٹ پر روزانہ اوسطاً ۳۰ سے ۴۰ ہزار ویب سائٹس کا اضافہ ہو رہا تھا۔ اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کس قدر ادارے انٹرنیٹ سے منسلک ہیں اور اپنی معلومات مہیا کر رہے ہیں۔ دراصل انٹرنیٹ کا یہ عالمی نیٹ ورک آسان انداز میں دنیا بھر میں ہر اعتبار سے ہونے والے کاموں کی معلومات کا ایک عظیم ترین نیٹ ورک ہے۔ حیات انسانی کے ہر شعبہ میں جو جو کارکردگی پیش کی جا رہی ہے اور جو جو ادارے مختلف موضوعات پر کام کر رہے ہیں ان سب کا مطالعہ اور ان سے رابطہ اس عالمی جال کے ذریعے آسانی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ کہنے کو یہ چند الفاظ ہیں لیکن پردہ خفیل میں ذرا اس کی وسعت پر غور کریں تو آپ شدید حیرانگی و پریشانی سے دوچار ہو جائیں گے۔

اسی طرح دنیا میں ویب سائٹس بنا کر دینے والے ادارے جنہیں Web Page Designer کہا جاتا ہے کی بہت مانگ ہے۔ چونکہ ڈیزائننگ کے کام میں بڑی

ہے۔ کیونکہ اول تو ریڈیو TV وغیرہ کے ہر ہر چینل سے دنیا کے ہر ہر مقام پر استفادہ کرنا ممکن نہیں جب کہ انٹرنیٹ بلا امتیاز پوری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے، ثانیاً یہ نشریاتی ادارے ایک وقت میں صرف اپنا طے کردہ **Scheduled** پروگرام ہی دکھانے یا سنانے پر قادر ہوتے ہیں جب کہ انٹرنیٹ کے ذریعے صارف اپنی مرضی سے مطلوبہ پیشکش کو منتخب کر کے مستفید ہو سکتا ہے۔ چنانچہ تازہ ترین صورت حال سے باخبر ہونے کے لیے الیکٹرانک میڈیا کو اپنے مقررہ شیڈول کا انتظار کرنا پڑتا ہے جبکہ انٹرنیٹ پر اپنے **Webpage** پر ”تازہ ترین“ کا عنوان دیکر یہ ادارہ تازہ ترین خبریں اپنے ناظرین کو مہیا کر سکتا ہے۔ اسی طرح الیکٹرانک میڈیا بھی کافی مقاصد کے لیے پرنٹ میڈیا وغیرہ کو استعمال کرتا ہے مثلاً روزانہ کے پروگراموں کی فہرست وغیرہ کے لیے..... یہ مقاصد بھی انٹرنیٹ سے پورے ہو سکتے ہیں۔

آپ یہ جان کر بھی حیران ہوں گے کہ جدید دنیا میں انٹرنیٹ کے ذریعے صوتی نشریات کے علاوہ بصری **Visual** نشریات بھی ہوتی ہیں۔ لیکن انٹرنیٹ کی موجودہ تکنیک میں بصری نشریات بالخصوص زیادہ کامیاب نہیں ہو سکیں، جس کی بنیادی وجہ اس قدر وسیع عالمی نیٹ ورک پر استعمال کنندگان (ریفیک) کی کثرت ہے جس کی بنا پر مطلوبہ رفتار میں کسی **Video** یا **TV** کو دیکھنا ممکن نہیں رہتا۔ **TV** اور ریڈیو میں تو ریڈیائی لہریں اسٹیشن سے موصول ہوتی ہیں جب کہ انٹرنیٹ میں کمپیوٹرز کو **Data, Text** کی صورت میں ٹیلی فون لائن کے ذریعے مواد مہیا ہوتا ہے، جس کو منتقل کر کے کمپیوٹر ان کو حرکت کرتی تصویروں کی شکل دیتا ہے۔

انٹرنیٹ کی رفتار کی لن مشکلات کو دیکھتے ہوئے امریکہ میں انٹرنیٹ کے نئے نظام پر تجربات مکمل کر کے اس کو تجرباتی بنیادوں پر بعض اداروں میں متعارف کروایا گیا ہے، جس کی رفتار موجودہ انٹرنیٹ سے ۱۰ گنا زیادہ ہے۔ ماہرین اسے انٹرنیٹ II کا نام دے رہے ہیں، بعض اداروں نے اسے ”امریکہ نیٹ“ سے بھی موسوم کیا ہے۔

غرض انٹرنیٹ، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا ہر دو کی

جواب نظر اور مکمل صورت میں ہوتے ہیں، بلکہ کافی اضافی سہولیات سے بھی مزین ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان کا معروف ترین روزنامہ جنگ کا جب ہم انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کرتے ہیں جو ہر صبح ۸ بجے انٹرنیٹ پر شائع ہوتا ہے تو اس میں پہلے صفحہ پر ادارہ جنگ کی تمام مطبوعات مثلاً انگریزی روزنامہ دی بخار، روزنامہ جنگ، اخبار جہاں، **The Mag** وغیرہ کے ٹین بنے ہوتے ہیں۔ روزنامہ جنگ کا ٹین دبانے کی صورت میں جو ذیلی صفحہ کمپیوٹر کی سکرین پر نمودار ہوتا ہے، اس میں قومی خبریں، الاقوامی خبریں، لاہور کی خبریں، کراچی کی خبریں، تعلیم کی خبریں، اوارتی صفحہ اور تازہ ترین خبروں کی طرح کے کئی ٹین ہوتے ہیں۔ جس پر قومی خبریں کا ٹین دبا کر آپ موضوعات کے اعتبار سے ترتیب شدہ خبریں ملاحظہ فرما سکتے ہیں، چونکہ یہاں کاغذ پر حجم کا کوئی مسئلہ بھی درپیش نہیں ہوتا اس لیے بعض اوقات انٹرنیٹ ایڈیشن میں یہ خبریں زیادہ تفصیل سے دی گئی ہوتی ہیں۔

چونکہ کمپیوٹر الیکٹرانک مشین ہے، اس لئے بعض اخبارات اس پر یہ سہولتیں بھی مہیا کرتے ہیں کہ قاری جو خبر پڑھ رہا ہے، ایک کونے میں موجود ٹین کے ذریعے وہ اس خبر کی اصل متحرک تصاویر (ویڈیو آڈیو) بھی دیکھیں ملاحظہ کر سکتا ہے۔ اس اعتبار سے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا یہاں یکساں ہو جاتے ہیں۔ یہاں تحقیقی لحاظ سے ایک اہم ترین سہولت یہ بھی میسر ہے کہ اگر قاری کسی اخبار یا جریدہ کا کوئی پرانا ایڈیشن مثلاً دو سال قبل کی فلاں فلاں تاریخ کا کوئی شمارہ دیکھنا چاہتا ہے تو اولین صفحہ پر اپنے ایڈیشنرز (**Editions**) کے زیر عنوان وہ مطلوبہ تاریخ لکھ کر اس دن کا شمارہ بھی مکمل صورت میں ملاحظہ کر سکتا ہے۔

ضرورت پڑنے پر لفظ وار سرچ کی مدد بھی لی جاسکتی ہے اور اس کو پرنٹ کے ذریعے فوری طور پر طبع کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک الیکٹرانک میڈیا کا تعلق ہے جس تک پہلے ہی مختلف چینلوں کے ذریعے پہنچا جاسکتا ہے، مثلاً ملاحظہ فرمائیں کہ ذریعے دیکھ کے کئی ملک کے **TV** کی نشریات آپ اپنے ٹی وی پر ملاحظہ کر سکتے ہیں، تو آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ الیکٹرانک میڈیا بھی انٹرنیٹ کو استعمال کر رہا

متعارف کرا دیے ہیں جن کے ذریعے کمپیوٹر کے بغیر ٹیلی فون لائن کے ذریعے عالمی انٹرنیٹ سے منسلک ہوا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ابھی انٹرنیٹ کو متعارف ہونے چند برس ہی گزرے ہیں اور امریکہ، یورپ کے بعض ممالک کے ماسوا اکثر دنیا اس سے استفادے کی سہولت موجود ہونے کے باوجود آہستہ آہستہ اس کی طرف متوجہ ہو رہی ہے لیکن اس حیران کن ایجاد نے قلیل ترین مدت میں تمام روایتی ذرائع ابلاغ سے اپنی واضح برتری ثابت کر دی ہے اور اپنے گونا گوں استعمالات کے پیش نظر اس کے محاسن سے استفادہ کرنا جہاں بنیادی انسانی تقاضا بن رہا ہے وہاں اس کے مفاسد سے بھی جان چھڑانا مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔

اس کے مفاسد کا اندازہ آپ اس امر سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ اسی انٹرنیٹ پر تمام بے ہودہ، فحش مکمل عریاں فلمیں بھی صرف بین دبانے پر پردہ سرکین پر چلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس انٹرنیٹ پر جہاں علم و تحقیق کا بیش بہا لٹریچر موجود ہے، وہاں فحاشی و جنسی بے راہ روی کے پرچارک تمام رسائل اور بدنام زمانہ کتب بھی دستیاب ہیں۔ یہاں اگر تعلیم و تبلیغ کے شاندار مواقع موجود ہیں تو خاص پروگرام کے تحت جنسی عیاشی اور بے راہ روی کے تمام مراکز بھی اپنی خدمات مہیا کر رہے ہیں۔ حضرت انسان کے حیران کن دماغ نے برائی و بھلائی کے تمام مواقع اپنی نوع کے لیے مہیا کر کے ہر دروازے کو بالکل کھول دیا ہے۔ خیر و شر کی ازلی کشش یہاں بھی پوری آب و تاب سے موجود ہے۔ لیکن شر کو یہاں اس لحاظ سے بھی غلبہ ہے کہ عام معاشرت میں یا اسلامی معاشرہ میں برائی کی دستیابی اور اس کا تعارف و تذکرہ بھی ایک امر معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اب ہر شخص کھلے عام اپنے اختیار خیر و شر میں آزاد ہے اور گناہ کی فطری کشش کا سامنا کر رہا ہے۔

انٹرنیٹ کی موجودہ صورت حال کو دیکھیں تو آزادی اظہار اور کثرت ابلاغ کا یہ اعجاز صرف ایک آغاز دکھائی دیتا ہے، دراصل یہ ایک جدید عالمی حملہ کی تشکیل ہے، جس کا بنیادی خاکہ کچھ یوں بنتا ہے جس کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہوا ہے۔ لیکن نامعلوم یہ آزادی ابلاغ انسان کو کہاں

خصوصیات سے مزین ہے۔ اس لئے مواصلات کے میدان میں بہت سے نئے تجربات سامنے آرہے ہیں۔ Audio/Visual یعنی بصری آلات کی بات چل نکلی ہے تو یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ مختلف صوتی نشریات کو جمع کر کے انٹرنیٹ پر مہیا کرنے کا کام بھی بعض ادارے انجام دے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر جدید دنیا میں چونکہ میوزک کا بڑا ذوق پایا جاتا ہے چنانچہ موسیقی کی سرورسز مہیا کرنے والی کسی انٹرنیٹ سائٹ سے مربوط ہو کر اس کے اولین صفحہ پر مثلاً موسیقی کی ۱۵ اقسام کے بین یا مختلف گلوکاروں کے نام سے تقسیم شدہ میوزک ٹریک پر آپ بین دبا کر پہنچ سکتے ہیں۔ تمام گانوں کی فہرست میں اپنے مطلوبہ گلوکار کے من پسند گانے کا انتخاب کر کے اپنے کمپیوٹر پر اس کو سن بھی سکتے ہیں۔

بعض اسلامی ویب سائٹس نے یہی سہولت تلاوت قرآن کے لیے اور دینی تقاریر و لکچرز کے لیے بھی استعمال کی ہے۔ چنانچہ ایسی کسی ویب سائٹس سے اگر آپ کو مربوط ہونے کا موقع ملے تو اس کے اول صفحہ پر ائمہ حرمین یا دیگر قراء کی تقسیم سامنے آئے گی۔ ائمہ حرم کا بین دبانے پر مختلف ائمہ کے نام جس کے بعد مختلف سورتوں کے نام بھی موجود ہوں گے۔ اب اگر آپ قاہرہ کے کسی مخصوص قاری مثلاً شیخ محمد جبریل کی دعاء ختم قرآن سماعت فرمانا چاہیں تو بین دبانے پر آپ کے کمپیوٹر سے اس کی تلاوت کی آواز بلند ہونا شروع ہو جائے گی۔

بہینم یہی صورت حال ویڈیو فلموں کی بھی ہے۔ غرض دنیا بھر کی تمام قوموں کی فلمیں اور تمام گانے بین دبانے پر بلا معاوضہ آپ کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ اسلامی نشریات بھی قدرے محدود انداز میں انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ اس طرح سے ہر شخص کو ذاتی لائبریری بنا کر رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ دراصل یہ مواصلات کے نام پر ایک انقلاب کی نوید ہے جس کے نتائج اور اثرات، مفاسد و محاسن چند سالوں میں پوری دنیا کو اپنی پیٹ میں لینے والے ہیں۔

انٹرنیٹ کے انہی کثیر الجہت مصارف کے پیش نظر بعض ٹیلی ویژن کمپنیوں نے مارکیٹ میں ایسے TV بھی

لیے سرج کی مدد لے کر مخصوص حصے کو فوراً طبع بھی کر سکتے ہیں۔ اصل میں تو انٹرنیٹ کی یہی جائے مقصود ہے کہ تمام ذخیرہ کتب بھی Live (زندہ) صورت میں انٹرنیٹ پر موجود ہو۔ لیکن فی الوقت یہ سہولت قدرے محدود بنیادوں پر دستیاب ہے، کمپیوٹر کے عام استعمال میں آنے کے بعد جتنی کتب کی کمپیوٹر پر کتابت ہوئی ہے، ان میں سے اکثر تو انٹرنیٹ پر بھی موجود ہیں۔ لیکن وہ کتابیں جو اس سے پہلے کی طبع شدہ ہیں، آہستہ آہستہ ان کو بھی الیکٹرانک میٹرل کی صورت میں لایا جا رہا ہے۔

یہاں ایک افسوس ناک امر بھی ذکر کرتا چلوں کہ چونکہ مجموعی طور پر عالم اسلام پس ماندہ ہے اور انٹرنیٹ و ذرائع کمپیوٹر سے بھی کمتر اور محدود انداز میں استفادہ کر رہا ہے اس لیے اسلامی علم و تحقیق کے حوالے سے چند جگہ جتنی کتب انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ جب کہ جدید دنیا، یورپ و امریکہ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک ان ایجادات سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

کتب کے مطالعے کی سہولتیں عام طور پر معروف لائبریریاں، بڑے بڑے اشاعتی ادارے یا بعض نیم حکومتی ادارے دے رہے ہیں۔ یہاں ایسا بھی ہے کہ ان اداروں نے ناظرین اور قارئین کے لیے ممبر شپ یا مطالعہ کے اوقات پر برائے نام چار جز بھی رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن فی الوقت اس رجحان کی حوصلہ افزائی کے لیے اکثر ادارے یہ سروس فری بنیادوں پر مہیا کر رہے ہیں۔

۲۔ کتب کے مطالعے اور استفادے کی دوسری صورت انٹرنیٹ پر مکمل طور سے مروج ہے۔ اور وہ یہ کہ دنیا کی اکثر لائبریریوں کے Webpage انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ہم امریکہ کی سب سے بڑی لائبریری ”لائبریری آف کانگریس“ کی ویب سائٹ جس کا عنوان www.LOC.com ہے کو انٹرنیٹ پر ملاحظہ کریں تو لائبریری میں موجود تمام کتابوں کی فہرست مختلف اعتبارات سے Site پر موجود ہے۔ عام طور پر لائبریری میں کتب کو تلاش کرنے کے لیے کیٹلاگ (کتاب ر مصنف کا نام اور موضوع کے اعتبار سے منقسم) ہوتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر تمام لائبریریوں کے کیٹلاگ

سے کہاں لے جائے۔ چونکہ اس ایجاد کا سرا اور سہرا روایات و اخلاقیات سے عاری حیا باخستہ یورپ و امریکہ کے ہاتھ ہے لہذا مذہب، روایات اور بزرگوں کے طور اطوار کو ہمیں خطرات لاحق ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مغرب کی ماڈرن معاشرت عالم کل میں غلبہ پانے والی ہے۔ اس اعتبار سے یہ جدید ترین سامراجی تصور ”گلوبلائزیشن“ کا ایک اہم ہتھیار بھی ہے۔ پڑھے لکھے طبقے اس کو اس رنگ میں بھی دیکھ رہے ہیں۔ جس طرح مواصلات کی پہلی ایجادوں مثلاً TV, VCR وغیرہ نے انسانیت کی تخریب میں خوب گل کھلائے ہیں، اسی طرح انٹرنیٹ کے موجودہ انقلاب سے بھی شر سے برتر، خیر کی کوئی توقع نہیں۔ لیکن بہر حال یہ ایک چیلنج ہے جس سے آنکھیں چر کر اس کا سامنا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سنجیدہ فکر دانشوروں اور مذہب و ملت کے علمبرداروں کو ابھی سے اسکی پیش بندی کرنا بھی ضروری ہے یوں تو بات سے بات نکلتی جا رہی ہے لیکن میری ناقص رائے میں ان مثالوں اور تبصروں کے بغیر صرف نتیجہ فکر کو تحریر کر دینے اور ذاتی تجربہ درج کر دینے سے قاری اس جدید ایجاد سے کما حقہ آگاہ نہیں ہو سکے گا، نہ ہی اس سے بجا طور پر استفادہ کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے اس کے مفاسد کا اور احکام کو سیکھتا ہے..... اس لیے ذرا اس طوالت کو قبول فرمائیے!

گد ششہ صفحات میں ہم نے وہ صورتیں تحریر کی ہیں جن سے نشریہ مطبوعات کے ضمن میں انٹرنیٹ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ایسی منشورات جو مخصوص دورانے کے بعد کاغذ، آواز یا تصویر کی صورت میں نشر ہوتی ہیں۔ جہاں تک کتب کا تعلق ہے تو انٹرنیٹ پر کتب کے بارے میں یہ کچھ ہونا ممکن ہے:

۱۔ بعض ادارے تو انٹرنیٹ پر ایسی سروسز دے رہے ہیں کہ ان کی ویب سائٹ پر جا کر مختلف موضوعات پر تقسیم شدہ کتب کی فہرست سے مطلوبہ کتاب کو منتخب کر کے پردہ سکرین پر ہی اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ ان ویب سائٹس پر یہ کتب مکمل ترین صورت میں موجود ہوتی ہیں، اور آپ مسلسل یا صفحہ کے حساب سے تقسیم بند کتاب کو پڑھ سکتے ہیں اور مطلوبہ بحث تک پہنچنے کے

کے ادارہ، مکتبات، رہبانہ نے کچھ کام کیا ہے اور سعودی عرب کی حد تک اسلامی ذخیرہ کتب کی ترتیب و تدوین کا ایک مربوط نظام تشکیل دے دیا ہے۔

کتب اور لائبریری کی بات چلی ہے تو یہاں ایک اور اہم ترین ضرورت کا تذکرہ بھی کرنا چلوں کہ عالمی طور پر جملہ علوم کی موضوعات بندی کے بعد، ۹۹۹۵۰۰۰ نمبر میں سے مخصوص ہندسے، مخصوص موضوعات کے لیے متعین کر دیے گئے ہیں۔ جس کے ذریعے کسی مخصوص نمبر سے ہر کتبہ، لائبریری میں ایک ہی موضوع کی کتب ممتاز کی جاسکتی ہے۔ اسلامی مصادر و مآخذ، علوم و معارف میں مسلمانوں کا حصہ اور ان کا عظیم الشان تاریخی و علمی کردار اس امر کا متقاضی ہے کہ دیگر مذاہب کی بجائے اسلامی ذخیرہ علم و دانش کے لیے بیسیوں نمبر بھی متعین کیے جائیں تو کم ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اسلام دوست لائبریرین حضرات نے اول تو اس عالمی سیم (ڈیوی) میں اس تبدیلی کے لیے سفارشات کیں۔ لیکن غیر مسلموں کے توجہ نہ دینے پر ذاتی طور پر انہوں نے پاکستان میں کتب اسلامیہ کے موضوعات کی انٹیکسٹنگ کے لیے ایک داخلی نظام وضع کر لیا۔ اس اہم قومی خدمت کو قائد اعظم لائبریری کے زیر اہتمام بعض مخلص حضرات کی کاوشوں سے پایہ تکمیل کو پہنچایا گیا۔ لیکن افسوس کہ صرف پاکستان میں ہی اس ضرورت کی وجہ سے ایک نئے انتشار نے جنم لے لیا اور یہاں اس نئی کاوش پر اتفاق رائے سے عمل ہونے کی بجائے ہر اسلامی لائبریری اپنا ہی نظام وضع کر کے اس پر عمل پیرا ہو گئی۔ ادارہ ”پبلک لائبریری“ کو اس ضمن میں بھی ایک مخصوص ہندساتی نظام متعین کرنے کے بعد حکم کی زبان میں ماتحت لائبریریوں سے اسے اپنانے کا قاضا کرنا چاہیے۔

خوش آئند ہے یہ امر کہ سعودی عرب کے ادارہ مکتبات نے بھی اس اہم دینی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ایک جداگانہ نظام موضوعات وضع کر کے، جہاں تفصیل سے ان موضوعات کو تفصیل سے شائع کر دیا ہے وہاں حکومتی طور پر تمام سعودی مکتبات میں اس کو نافذ بھی کر دیا گیا ہے۔ چونکہ اس نظام اور اس کی تفصیلات کا یہ

موجود ہیں۔ لیکن کمپیوٹر پر صرف مروجہ تین شاخوں کے علاوہ مزید اعتبارات سے بھی کتاب کی تلاش ممکن ہوتی ہے۔ چنانچہ کوئی شخص کتاب کی کسی بھی شاخ کے ذریعے کسی کتاب کی موجودگی یا عدم موجودگی اور دستیابی وغیرہ کی معلومات وغیرہ انٹرنیٹ پر حاصل کر سکتا ہے۔ اس کا طریق کار بھی تقریباً وہی ہے جو دوسری ویب سائٹس کے استعمال کرنے کا ہے۔ اولین صفحہ پر موضوع دار کتب میں مخصوص موضوع کو درج کر کے اس موضوع پر موجود ہزاروں کتب آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں لیکن اس صورت میں صرف کتاب کی تمام بنیادی معلومات ہی پڑھ سکرین پر درج ہوتی ہیں۔ بعض اوقات یہ بھی درج ہوتا ہے کہ اگر اس کتاب کا مطالعہ مقصود ہے تو فلاں پبلشر سے رابطہ کیا جائے۔ چونکہ کمپیوٹر پر ان معلومات کے اضافے میں کوئی امر رکاوٹ نہیں منہی یہ Data کوئی زیادہ جگہ گھیرتا ہے۔ لہذا کتاب کے حلقہ تلاش میں اور ان کی دستیابی و عدم دستیابی اور دیگر بنیادی معلومات کی فراہمی کے لئے یہ طریق کار بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ یہاں بھی وہی ہے کہ آیا اسلامی موضوعات پر کتب کا ذخیرہ رکھنے والی لائبریریوں نے اپنی فہرست ہائے کتب کو کامل تر صورت میں مدون کر کے ویب سائٹس پر نشر کرنے کے لیے دیا ہے یا نہیں۔ بالضرر اگر یہ معلومات و تقابیل ہی باضابطہ اور بااعتماد صورت میں موجود ہوں اور کسی بھی روایتی ذریعے سے نشر کر دی گئی ہوں تو تب بھی ”عالمی ادارہ جات برائے فراہمی کتب“ ان فہرستوں کو از خود Up-to-date اور حتمی شکل دے کر شائع کر دیتے ہیں لیکن ہم بخوبی جانتے ہیں کہ علوم اسلامیہ کی بابت ایسا کام قدرے کمتر معیار میں کیا گیا ہے۔ فی الوقت زیادہ تر عالم جدید کی لائبریریاں اور ان کے ذخیرہ ہائے کتب سے ہی استفادہ کرنے کے امکانات ہیں۔ ہمارے لکھنے پڑھنے والے حلقوں کو اور ادارہ ہائے کتب کو اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے ورنہ عالمی ذخیرہ ہائے عقل و دانش میں ہمارے اصل اور حقیقی نوعیت کے علمی لٹریچر کی سر سے شرت ہی نہیں ہو سکے گی۔

یہ امر خوش آئند ہے کہ اس ضمن میں سعودی عرب

Sites کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس طرح غلط طور سے اسلام کو بدنام کرنے والی سائٹس کی بھی ایک فہرست مسلسل تیار کر کے مشہور کرتے رہیں تاکہ استعمال کنندہ ان کے نام سے دھوکہ کھانے سے بچ جائے۔

(۲) بے شمار ایسے مذاہب یا اسلام سے منسوب فرق باطلہ جن کے پیروکاروں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے، انٹرنیٹ پر بالکل مساوی انداز میں اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ایسے فرق باطلہ یا مذاہب کفر جو اپنی موت مر چکے تھے، انٹرنیٹ کے بعد دوبارہ مساوی سطح پر اپنے آپ کو متعارف کر رہے ہیں۔ خوبصورت ناموں اور دلکش انداز سے پیش کی جانے والے Sites سے ہی استعمال کنندگان عموماً اس Sites کی ثقاہت یا معیار کا جائزہ حاصل کرتے ہیں جو کہ واقعتاً ایک بڑا نامناسب طریقہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس نیٹ ورک پر اپنے افکار و نظریات کی تبلیغ اس قدر سستی اور آسان ہے کہ ہر ایریا غیر اعلیٰ و معلومات پر فکری انتشار پھیلا رہا ہے اور ناظرین کے پاس اس دھوکہ دہی سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس طرح جہاں واقعاتی طور پر نہ صرف اسلام بلکہ سب صحیح علوم و افکار کو غلط اطلاعات کے مقابلہ کا مسئلہ درپیش ہے وہاں انٹرنیٹ کی صورت میں نظری طور پر ان جدید مغربی افکار کا بودا پین ثابت ہو گیا ہے جنہیں مغرب روشن خیالی کے زعم میں عرصے سے آفاقی حقیقتیں بنا کر پیش کرتا رہا ہے۔ بطور مثال انسانی حقوق کے مغربی ایجنڈے میں آزادی اظہار اور آزادی فکر کے حق کو بلا روک ٹوک کے تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلام بھی ان حقوق کا احترام تو کرتا ہے لیکن چند ضابطوں کا پابند ٹھہراتا ہے کیونکہ بے محابا آزادی چاہے وہ اظہار میں ہو یا فکر میں، دراصل گمراہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ یہ درست ہے کہ آزاد فکر و تحلیل اعلیٰ کارکردگی پیش کرتا ہے لیکن بے محابا آزادی گمراہی ہے۔ چنانچہ اقبالؒ نے برسوں قبل ایک شعر میں اس حقیقت کو یوں پیش کیا تھا۔ ع

آزادی افکار ہے اٹلیس کی ایجاد
آزادی اظہار کے نظریے کے مظہر جدید و سائل

موقع نہیں لیکن بہر حال کتب و مطبوعات کے بڑھتے ہوئے موضوعات اور نئے مسائل پر آمدہ تحقیقات کو مربوط و منظم رکھنے اور ان سے بھرپور استفادہ کے لیے مکتبات کا یہ ایک اہم ترین اور ضروری نظام ہے۔ دینی اداروں کے مکتبات کو بھی اس سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔ الحمد للہ ادارہ محدث کے زیر اہتمام لائبریری میں سعودی عرب کی وزارت مکتبات اور قائد اعظم لائبریری کی اس خدمت ہونے والی کوششوں سے ماہرین کی نگرانی میں برابر فائدہ اٹھا کر جدید انداز سے لائبریری کو منظم کر لیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دینی اداروں میں ایک دلچسپی مثال ہے جس کو مزید رواج دیا جانا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں دینی اداروں سے ہر ممکن تعاون کے لیے مجلس التحقیق الاسلامی اپنی خدمات پیش کرتی ہے۔

انٹرنیٹ کے نقصانات

انٹرنیٹ معلومات حاصل کرنے اور مربوط رہنے کا سب سے سستا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ بطور پالیسی انٹرنیٹ پر پیش کی جانے والی Websites کسی قسم کے اصول و قوانین سے بالاتر ہیں۔ یہ آزادانہ بلکہ حکم کھلا آزاد مواصلات کا نظام ہے جس پر کوئی قانون گرفت نہیں کرتا۔ کسی شرط و قانون کو ملحوظ خاطر لائے بغیر آزادانہ بنیادوں پر ”باخبر رکھنے اور باخبر رہنے“ کے اصول پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی لاگت ہر دو کے لیے بھی صرف علامتی ہے چنانچہ اس میدان میں کھرے کھوٹے کا امتیاز ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا تعارف پیش کرنے والی Sites اگر ۱۰۰ ہیں ۸۰ فیصد Sites اسلام کے نام پر من مانی تعبیرات پیش کر رہی ہیں۔ لوگوں کو اسلام کے نام پر گمراہ کیا جا رہا ہے اور اس پر پابندی لگانے کا کوئی تصور بھی نہیں۔

اس کے مدارک کا آسان حل یہ ہے کہ صحیح اسلامی سائنس اپنی سائنٹ میں درست اسلامی تعبیرات پر مبنی روابط (Links) کو جمع کریں تاکہ ان سے استفادہ کرنے والے حضرات اگر مزید معلومات کے خواہاں ہوں تو ان

چیلنجز کی اجارہ داری ہے۔ آپ کوئی بھی ویب سائٹ کھولیں یا کہیں تھوڑی سے غلطی کر جائیں تو ہزاروں جنسی عریانی کی حیابانہ تصاویر اور ویڈیوز پر مبنی Sites خود بخود کھلتی چلی جائیں گی۔ جن سے چھکارا پانا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ ان Sites پر ایسی تصاویر اور جنسی عیاشی کی صورتیں پیش کی جاتی ہیں کہ نوع انسانی کی ذلت دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور انسان ان پر نظر پڑتے ہی تھوکنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ بار بار برائی سانسے آنے پر وہ اصل حیاء و غیرت اور فطری نفرت باقی نہیں رہنے دیتی، اسی طرح انسان ان سے مانوس ہوتا جاتا ہے اور آخر اس حیابانہ مغربی کلچر کو اپنانے یا اس کا تجربہ کرنے کو بے چین رہتا ہے۔

گذشتہ چند سالوں میں جیسے فاشی پر مبنی ویڈیو فلموں کی کثرت کے بعد پاکستان میں بدکاری کی وازداتوں میں ہو شر با اضافہ ہوا ہے عین اسی طرح انٹرنیٹ کے بعد یہ شر حیرت ناک طور پر بڑھنے کا قوی امکان ہے۔ ایک لحاظ سے تو خیریت ہے کہ ابھی کمپیوٹر پاکستان میں ہر گھر میں نہیں پہنچا اس لیے اس کی مضرت رسانی نسبتاً کم ہے، جوں جوں کمپیوٹر زیادہ سے زیادہ عام ہوتا جائے گا، جنسی ہوسناکی کی وارداتوں میں روز افزوں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اور یہ پیشین گوئی قطعاً مشکل نہیں ہے کہ آئندہ ۱۰ برس کے دوران دنیا بھر میں اس حیابانہ مغربی تہذیب کا بڑے پیمانے پر فروغ ہو گا جس نے آج یورپ و امریکہ میں بڑی مضبوطی سے چٹے گاڑے ہوئے ہیں۔ اگر ان Web sites کا کوئی حل نہ سوچا گیا تو مستقبل قریب میں اسلام کا عفت مآب کلچر اور مشرقی روایات دم توڑتی نظر آئیں گی۔ اس مسئلے کی سنگینی کا اندازہ کرتے ہوئے بعض ملکوں میں تو دلالتاً انٹرنیٹ کو ممنوع قرار دیا گیا لیکن بعد میں اس کی دوسری افادیت کی بنا پر وہ اس کو جاری کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں، جب کہ بعض دیگر ممالک مثلاً چین وغیرہ میں ایسی فحش سائنس پر پابندی لگانے کے منصوبہ پر عمل درآمد ہوا۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ اصولی طور پر انٹرنیٹ اسی پریشان فکری پر مبنی مغربی اصولوں کا مظہر دار ہے جو آزادی اظہار پر کوئی قدر غن

ابلاغ کے یہ مسائل صرف اسلام کو ہی درپیش نہیں بلکہ کسی بھی معاملے میں پیش کی جانے والی حقیقتات کو درپیش ہیں۔ مثال کے طور پر علم حساب کے باب میں جہاں کچھ لوگ درست معلومات اور اصول و ضوابط پیش کر رہے وہاں بعض شر پسند عین اسی ”سادہ“ بیانے پر بلکہ بعض اضافی ظاہری خوبییوں کے ساتھ ردی قواعد کی بھی اشاعت کر رہے ہیں، تو لازمی ہے کہ ان کا تدارک پیش کیا جائے اور استعمال کنندہ کو دھوکے سے بچایا جائے۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ”انٹرنیٹ قواعد و ضوابط سے بالاتر مواصلات کا فری زون“ ہے۔ چنانچہ ان مسائل کے حل کے لیے انٹرنیٹ کے موجدین اور کارنامہ رتاؤں نے یہ حل نکالا ہے کہ وہ غلط سائنس پر ریسرچ کرتے رہتے ہیں اور ان کے بارے میں شکایات جمع کرتے رہتے ہیں۔ یا کٹر درجے میں Search Engines کے ذریعے ان کو بہت پیچھے دھکیل دیتے ہیں۔ جب کہ اسلام کی صحیح معنی چوتھ مغرب کے مفادات کی تکمیل کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ممکنہ حد تک درست معلومات پر مبنی Sites کو پس پشت کرتے بلکہ ان کے لیے مشکلات کھڑی کرتے ہیں جن میں رفتار کی کمی یا معینہ عنوان کی واپسی وغیرہ شامل ہے۔ اس طرح غلط معلومات پر مبنی مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے سرگرم افراد کی حوصلہ افزائی ہوتی رہتی ہے۔

چوتھ ٹیکنالوجی جس کے تصرف میں ہو گی اس پر اس کا کنٹرول ہی ہو گا، یہی وجہ ہے کہ اس میدان میں مسلمانوں کے لیے بہت سے مسائل ہیں لیکن بعض تدابیر بروئے کار لا کر ان کی شدت کو کچھ کم کیا جاسکتا ہے۔

(۳) انٹرنیٹ پر ایک بہت سمجھیر مسئلہ فاشی، عریانی اور مغربی کلچر کا فروغ ہے۔ مغرب اپنے ہاں تہذیب و اخلاق اور حیاء و شرم کے تمام اصول و ضوابط پار کر چکا ہے اور اخلاقی پستی کی اتھاہ گھرائیوں میں گر چکا ہے۔ اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ تمام دنیا بالخصوص عالم اسلام جس میں بڑی حد تک معاشرتی و اخلاقی اور تہذیبی اقدار موجود ہیں میں اپنے اس بے لگام عریانی پر مبنی کلچر کو فروغ دیا جائے۔ اسی لیے سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت انٹرنیٹ کی ابتدا سے ہی اس پر ۶۰ فی صد سے زیادہ فاشی کی اشاعت میں مصروف

دین کی ضرورت سے آگاہ کرنے کے ساتھ دین کی رہنمائی سہیا کرنا ہے۔ اگر وہ اپنے مطلوبہ اہداف کی تکمیل چاہتے ہیں تو انٹرنیٹ پر آنے سے ان کی کارکردگی، دائرہ کار اور حلقہ فکر میں عالمی سطح پر اضافہ ہوگا۔ اگر آپ کسی کو رابطہ کی آسان ترین سہولتیں فراہم کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ آپ سے زیادہ رابطہ کی صورت میں نکلتا ہے۔ انٹرنیٹ کی موجودہ صورت کے چند فوائد دینی اداروں کے پیش نظر رہنا ضروری ہیں۔

(۱) متحرک یا جامد تصاویر کو عموماً علماء حرام قرار دیتے ہیں اور دینی احکام کا فضا بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ TV یا VCR کی صورت میں عموماً زیادہ اسلامی کام سامنے نہیں آسکا اور یوں یہ لادینیت کے ایک دائمی بن کر وسیلہ بے حیائی و فحاشی بن کر رہ گئے ہیں۔ جب کہ انٹرنیٹ کی موجودہ صورت میں تصاویر وغیرہ کی ضرورت قطعاً اضافی نوعیت کی ہے۔ اس میں دراصل عبارت Text کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ ایک نسبتاً بنجیدہ وسیلہ ابلاغ ہے۔

(۲) TV وغیرہ کی صورت میں لازماً ایک وسیع ترین لقمہ کار کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ایک بڑے بجٹ اور کارکنان کی بڑی ٹیم کا متقاضی ہوتا ہے۔ جبکہ انٹرنیٹ جو TV وغیرہ کی ہی ایک سادہ صورت ہے، میں پہلی بار ویب سائٹس تیار کرالینے کے بعد صرف ایک معمولی کمپیوٹر آپریٹر کی خدمات سے بھی اس کو جاری رکھا جاسکتا ہے۔

(۳) ایک بار تیار کر دینے کے بعد انٹرنیٹ کا دائرہ کار بہت وسیع یعنی عالمگیر ہے، چند صفحات کو لاکھوں لوگ ملاحظہ کر سکتے ہیں جب کہ TV وغیرہ کا دائرہ کار بھی اس قدر وسیع نہیں۔ مزید برآں TV ایک اطلاعی وسیلہ ہے جبکہ انٹرنیٹ ایک اطلاعی وسیلہ ہونے کے ساتھ ساتھ رابطہ کا بھی قوی ترین ذریعہ ہے۔

(۴) جیسا کہ گزر چکا ہے کہ انٹرنیٹ نے قلیل ترین مدت میں تمام روایتی ذرائع ابلاغ پر اپنی برتری ثابت کر دی ہے۔ اسی طرح اس کا دائرہ کار بھی دیگر ذرائع ابلاغ کی نسبت بہت وسیع ہے۔ چنانچہ اس پر غیر مسلم ادارے وسیع پیمانے پر اپنے تبلیغی پروگرام پیش کر رہے ہیں اور

برداشت کرنے کو تیار نہیں، ثانیاً ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ دنیا کو فحاشی و عریانی پر قائم مغربی کلچر کے فروغ کی ایک تحریک بھی ہے چنانچہ جتنی ایسے ترقی یافتہ ممالک بھی پابندیوں کا خواب پورا نہیں ہوا۔ اگر انہوں نے ایک روز ایک ہزار Sites کو منع Ban کیا تو دوسرے روز امریکہ میں ۲ ہزار نئی ویب سائٹس کھلی ہوئی ملیں۔ جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ انٹرنیٹ کے ۶۰ فیصد استعمال کنندگان امریکہ میں ہیں اور عالم جدید میں یہ کاروبار اس وقت سب سے زیادہ فروغ پر ہے کہ ہر ادارہ اپنی ویب سائٹس بنا رہا اور انٹرنیٹ پر اپنی نمائندگی محفوظ کر رہا ہے جس کے نتیجے میں آج سے سال بھر پہلے یومیہ ۳۰ ہزار ویب سائٹس کے اضافے کو ریکارڈ کیا گیا تھا جب کہ اب یہ تعداد اس سے بھی بہت زیادہ ہے، ان حالات میں ایسی Web Sites پر پابندی ایک تشدد بحکمال خواب ہے۔

ہماری رائے میں انٹرنیٹ ان خصوصیات کے بعد بجا طور پر امریکہ کے جدید تصور Globalization کا اہم ترین ہتھیار ہے۔ جس کے ذریعے امریکہ دنیا بھر کو اپنے شکستے میں جکڑ لینا چاہتا ہے۔ بعض لوگ پہلے بھی اس خدشہ کا اظہار کر چکے ہیں جو مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ثابت ہوتا نظر آتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اب اس کے بعد اس سے بچنا ممکن نہیں، تو پھر کیا طرز عمل اختیار کیا جائے؟ چونکہ یہ بالکل ایک مستقل نوعیت کا مسئلہ ہے اس لئے یہ ایک علیحدہ مضمون کا محتاج ہے۔ جس پر آئندہ روشنی ڈالی جائے گی۔

انٹرنیٹ پر اسلامی ادارے اپنی ویب سائٹ پیش کر کے اپنی نمائندگی محفوظ کریں!

گزشتہ صفحات میں جا بجا اس امر کی ضرورت کا احساس دلایا گیا ہے کہ دینی اداروں اور اسلامی فکر کے علمبرداروں کو بھی انٹرنیٹ پر اپنی خدمات اور معلومات کو پیش کرنا چاہیے۔ پہلے تو یہ واضح ہو جائے کہ ان کو پیش کرنے سے فائدہ کسے ہوگا۔ یاد رہنا چاہیے کہ دینی اداروں کی موجودگی کا ہدف، وسیع تر دائرہ کار میں امت اسلامیہ کو ہدایت الہی سے بہرہ مند کرنا اور انہیں عملی میدان میں

جات سے ویب سائٹس موجود ہیں۔
لازمی سی بات ہے کہ دنیا بھر میں بے شمار ادارے ایسے ہیں جن کے ملنے ملتے نام ہیں۔ ایسی صورت میں جو لوگ پہلے رابطہ کر کے اس پتہ کو حاصل کر لیتے ہیں، باقی لوگ یا تو منہ مانگی قیمت دے کر پہلے شخص سے وہ پتہ خریدنے یا کسی اور سابقہ لائحہ کے ساتھ کوئی پتہ اپنے لئے مخصوص کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

ان دنوں انٹرنیٹ پر سب سے زیادہ جو کاروبار زوروں پر ہے وہ بین پتہ جات کی بینگ کا ہے۔ چند ایک عالمی ادارے جو امریکہ سے لائسنس یافتہ ہیں، مختلف اداروں کو یہ پتہ جات الاٹ کرتے ہیں۔ ان عنوانات کی الاٹمنٹ Registration کی فیس دو سال کے لیے فقط \$70 ڈالر ہے۔ یہ فیس پتہ کی رجسٹریشن کی حد تک ہے۔ اب دنیا میں جو شخص بھی کسی مخصوص پتہ / حرف کو خرید کرے تو اس کے جواب میں الاٹ شدہ ادارے کا Webpage کھل سکتا ہے..... اس کے بعد ادارے کو اپنا مواد جسے وہ انٹرنیٹ پر دینا چاہتا ہے کو مرتب کر کے کسی انٹرنیٹ ڈیزائنر کو دینا ہوتا ہے۔

جس کی تکمیل کے بعد یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس تیار شدہ چینل کو کہاں رکھا جائے۔ یوں تو اس کو ذاتی کمپیوٹر پر بھی رکھا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے لازمی ہے کہ کسی وقت بھی وہ کمپیوٹر بند نہ ہو۔ کیونکہ نامعلوم کس وقت دنیا کے کس حصے سے کوئی شخص آپ سے رابطہ کرنا چاہے، اس کے لیے اور بھی چند ایک تقاضے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت عموماً اس مقصد کے لیے مخصوص کمپیوٹ کی مدد لی جاتی ہے جو یہی کام کرتی ہیں کہ معمولی معاوضے کے بدلے اپنے ہر وقت چالور بننے والے کمپیوٹروں پر مخصوص سائز کا ویب پیج رکھنے کی سہولت دیں۔ چنانچہ ایسی کمپیوٹوں سے رابطہ کر کے ان سے معاوضہ ملے کرنے کے بعد اپنی معلومات پر مبنی، تمام صفحہ جات وہاں رکھے جاسکتے ہیں۔ بعینہ یہی صورت حال رسالہ جات وغیرہ کی بھی ہے۔ وہ ادارے جو مخصوص دورانیے کے بعد اپنا رسالہ شائع کرتے ہیں، کمپیوٹر میں اس کے کتابت شدہ مواد کو ہر دورانیے کے بعد خود کار نظام کے ذریعے اس کو انٹرنیٹ پر شائع

بد قسمتی سے اسلام کے نام لیوا ادارے اور انسان کی فلاح کی حقیقی ضامن، الہی تعلیمات کی پرچارک ویب سائٹ کی تعداد آنے میں ٹمک کے برابر ہے۔ تبلیغ کے اس نئے وسیلہ سے مسلمانوں کو بھی ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس کے علاوہ بیسیوں ایسے فوائد ہیں جن کا جائزہ اس مضمون کا قاری اپنی فہم و بصیرت کو کام میں لا کر از خود حاصل کر سکتا ہے.....

ویب سائٹس بنانے / حاصل کرنے کا طریقہ

اس عنوان کے تحت Website بنانے کا تکنیکی طریقہ ذکر کرنے کا کوئی مقصد نہیں، بلکہ فقط اس کے خاکہ کی وضاحت مقصود ہے تاکہ جہاں اس کے ذریعے ایک طرف انٹرنیٹ کی کارکردگی کو سمجھنے کا فائدہ حاصل ہو وہاں قارئین اس اہم ایجاد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انٹرنیٹ پر اپنی ویب سائٹ بھی تیار کر سکیں۔

انٹرنیٹ میں ہر Site کو ایک عنوان دیا جاتا ہے جس کے ذریعے اس سے منسلک ہوا جاتا ہے۔ یوں تو یہ عنوان بھی ٹیلی فون نمبر کی طرح ۱۲ ہندسوں پر مشتمل ہوتا ہے لیکن آسانی کی غرض سے ہر کمپنی کا عام حروف تہجی پر مشتمل نام ہی اس کا پتہ بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کمپیوٹر میں انٹرنیٹ کے پتہ ڈائل کرنے کی جگہ پر www.Sony.com لکھیں گے تو Sony کے پتہ کے ذریعے اس الیکٹرانک کمپنی کے صدر دفتر جو جاپان میں واقع ہے، سے مربوط ہو جائیں گے۔ اسی طرح ہفت روزہ بکبیر - کراچی کا مطالعہ کرنا چاہیں تو صرف www.Takbeer.com کا نام لکھ کر آپ اس کا مطالعہ کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح دنیا میں ہر کمپنی اپنے معروف نام سے عنوان حاصل کر لیتی ہے۔ لاکھوں کمپنیاں ایسی بھی ہیں جو مختلف موضوعات کو اپنی شناخت بنا کر اس موضوع کو اپنا پتہ بنا لیتی ہیں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ فقہ Fiqh کا لفظ پتہ کے طور پر لکھیں تو فقہ کے موضوع پر بنی کوئی ویب سائٹس آپ کے سامنے کھل جائے۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ فی الوقت انگریزی کے تمام معروف نام اور تمام بامعنی الفاظ پر مبنی پتہ

کر دے سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ علم و آگہی اور بحث و تحقیق کے فروغ کے لیے کام کرنے والے اداروں کو پتہ کی رجسٹریشن کے لئے کوئی معاوضہ بھی ادا نہیں کرنا پڑتا۔ بشرطیکہ وہ رجسٹریشن کرنے والے ادارے کے مخصوص فارم پر اپنی درخواست دیں اور ان کی مطلوبہ شرائط کو پورا کر دیں۔ ان کے عنوان کے آخر میں Edu (تعلیم) کا لاحقہ ضرور شامل ہوتا ہے۔

انٹرنیٹ پر بحث و تحقیق

اگر آپ کسی موضوع پر تحقیق کے خواہاں ہیں، تو یہ کام کس طرح انٹرنیٹ سے لے سکتے ہیں؟

اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اس عالمی جال پر موجود ویب سائٹس کے صفحہ جات پر دی گئی معلومات سے لحوں بھر میں غمک ہوں۔ اس موضوع پر رسائل و کتب کو دیکھنا چاہیں تو مختلف سائٹس سے ان کا مطالعہ کر لیں یا ان کی جملہ معلومات حاصل کر لیں، بوقت ضرورت کمپیوٹر کے ذریعے اس کو خرید کر حاصل بھی کر سکتے ہیں۔ کسی رسالے کے گذشتہ شمارہ کو دیکھنا چاہیں تو بھی اس کی WebSite پر جا کر مخصوص شمارہ کا مطالعہ کر لیں۔

مخصوص موضوع پر اس کے معینہ لفظ سے موجود ویب سائٹس بھی آپ کے لئے بطور خاص مفید ثابت ہو سکتی۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان سب سائٹس کے عنوانات پر پتہ جات کہاں سے میسر ہوں گے؟ مثال کے طور پر اگر آپ چاہیں کہ لاہور کی قائد اعظم لائبریری میں کسی کتاب کی موجودگی کا پتہ چلائیں اور بالفرض قائد اعظم لائبریری نے اپنا ویب سائٹس بھی بنایا ہوا ہے۔

لیکن آیا اس کا پتہ کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ لائبریری اپنے معروف نام سے اس کا پتہ حال کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی ہو۔ اس کا آسان سا جواب تو یہ ہے کہ آئندہ سے ٹیلی فون نوٹ بک کی طرح انٹرنیٹ نوٹ بک بھی تیار رکھنا شروع کر دیں۔ لیکن اس قدر وسیع عالمی نیٹ ورک کے تمام پتہ جات اس وقت بھی آپ کے علم میں نہیں ہو سکتے، روز بروز اضافہ ہونے والے پتہ جات کا بھی کسی کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہوتا..... اس کے دو طریقے ہیں:

(۱) ابتدا (۱۹۹۶ء) میں انٹرنیٹ کے پتہ جات پر مشتمل ڈائریکٹری Yellow Pages متعارف کرائی گئی تھیں لیکن جلد ہی امر کا شدت سے احساس ہو گیا کہ اس قدر وسیع نظام کے لیے کاغذ کی حد بندیوں میں رہ کر مقصد پورا نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے CD رام کو استعمال میں لایا گیا ہے۔ جیسا کہ اس مضمون کی پہلی قسط میں گزر چکا ہے کہ CD پر کم و بیش ایک لاکھ صفحات سما سکتے ہیں۔ اسی ایجاد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پتہ جات کرنے والے عالمی ادارے مختصر دورانیے کے بعد مختلف موضوعات کے لحاظ سے تقسیم شدہ اور انڈیکسنگ اشاریہ بندی کے جدید وسائل سے آراستہ CD ریلیز کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض CD میں متعدد موضوعات پر ترتیب دیئے ہوئے پتہ جات کی بھی فہرست ہوتی ہے۔ جن سے استفادہ کر کے آپ اپنے مطلوبہ WebSite تک پہنچ پاتے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ موضوعات بنیادی اعتبار سے وہی ہیں جنہیں ڈیڑھ صدی قبل مسٹر جان ڈیوی نے کتب کی ترتیب کے لیے متعارف کرایا تھا اور ذیلی موضوعات تک رسائی کے لیے ایک جامع تر اور وسیع ترین نظام تشکیل دیا تھا۔ تحقیقات کی وسعت اور موضوعات کی جدت و ندرت اور کثرت کے پیش نظر (آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ) صرف موضوعات کا یہ شمار ۱۹۹۷ء تک ۲۷ جلدوں میں سانا ممکن ہوا ہے۔ اس میں بنیادی طور پر نئے نئے موضوعات آنے کے بعد ایک موضوع کو حتمی شکل دے کر مخصوص عدد کے تحت باضابطہ سکیم کے مطابق درج کر دیا جاتا ہے اور ہر سال ان موضوعات میں مزید جلدوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۹۸ء میں ان موضوعات پر مبنی ایک مکمل CD پر بھی مارکیٹ میں آچکی ہے جو ڈیوی کی سکیم کے مطابق ترتیب دی گئی ہے۔

نا معلوم انٹرنیٹ کی ان ویب سائٹس کو کل تک یہ موضوعات بھی کفایت نہ کریں اور وہ ۱۹۹۹ء اعداد کے نظام کو ناکافی سمجھ کر اس سے کافی بڑے ہندسے تک پھیل جائے۔

(۲) پہلی صورت زیادہ تر موضوع وار بحث سے

Islamic+Universities+Saudia کے الفاظ دے کر آپ کمپیوٹر سے تقاضا کر سکتے ہیں کہ کسی ویب سائٹس کے تعارف میں اگر یہ الفاظ ۲۰۱۰ کے فاصلے پر ہوں تو ان سائٹ کی فہرست مجھے دے دے۔

اب یہاں ایک اور مسئلہ سامنے آتا ہے اور وہ یہ ہے۔ عموماً آپ کے سوال کے جواب میں اس قدر کثیر پتہ جات آپ کو مل جاتے ہیں جن کو ایک ایک کر کے دیکھنا بھی ایک مستقل دردِ سر ہے۔ یوں تو اس کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ آپ کے دیئے گئے الفاظ 'امتیازی' نہیں ہوتے۔ اسی طرح آپ کی مطلوبہ ویب سائٹس نے اپنا تعارف کس حد تک معروف اور جامع دلائل الفاظ میں دیا ہے، یہ اس پر بھی منحصر ہے۔ یہ آپ کی ذہانت کا امتحان اور اس کے بعد قسمت کا معاملہ بھی ہے۔ لیکن یہ مطلوبہ ضروریات کی فی الحال تکمیل نہیں کرتا اور اس کے لیے قدرے زیادہ بہتر نظام وضع کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک حقیقت بھی ہے کہ چونکہ آپ ایک وسیع ترین نیٹ ورک سے منسلک ہیں اور پوری دنیا سے اپنے سوال کا جواب طلب کر رہے ہیں۔ اس کی وسعت کو سمجھنے کے بعد لازمی سی بات ہے کہ اس پر ہزاروں ادارے آپ کو معلومات مہیا کرنے پر تیار ہیں۔ بعض ادارے تو ایسے ہوں گے کہ وہ سعودی عرب کی اسلامی یونیورسٹیوں سے معادلہ "Affiliation" پر معلومات دیں گے اور بعض دوسرے ان یونیورسٹیوں کے مسائل پر مواد فراہم کریں گے۔ بہر حال انسان کا میمیں اعتبار سے ان درج کردہ الفاظ کے ساتھ تعلق ممکن ہو سکتا ہے۔ اسی لئے یہاں بے شمار ویب سائٹس سے مطلوبہ سائٹ پر پہنچنے کے لئے کچھ وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔

ماہرین نے گزشتہ سال انٹرنیٹ کی صورت میں ایک نئے ذہنی مرض کی نشاندہی کی ہے اور وہ ہے کثیریت معلومات کی بیماری۔ اس مرض میں انسان اس قدر وسیع ذخیرہ معلومات سے استفادہ کرنا چاہنے کے باوجود اپنی دماغی صلاحیتوں کے آگے ہار جاتا ہے نتیجتاً ذہنی مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس بیماری پر ان دنوں متعدد منظر لکھے جا رہے ہیں۔ موضوع سے غیر متعلق ہونے کے ناطے

تعلق رکھتی ہے۔ اور اس کے لیے محقق کو اضافی چیزوں مثلاً ڈائریکٹری یا CDs کی خریداری کی ضرورت پیش آتی ہے جبکہ اس کا نسبتاً آسان تر حل بھی موجود ہے۔

جب بھی کوئی ادارہ اپنی ویب سائٹس انٹرنیٹ پر لانا چاہے تو اپنے پتہ کو رجسٹر کر داتا ہے۔ اس وقت جہاں رجسٹریشن کرنے والی کمپنی، اس ادارہ کے ضروری کوائف حاصل کرتی ہے، وہاں اس ادارے سے یہ تقاضا بھی کرتی ہے کہ وہ چند سطروں میں اپنی ویب سائٹس کا تعارف اور اس میں پیش کی جانے والی معلومات کا دائرہ کار بھی تحریر کر دے۔ رجسٹریشن کی تکمیل اور اس کے چارجز کی ادائیگی کے بعد یہی ادارے اسی مقصد کے لیے تیار کردہ بعض مخصوص کمپیوٹروں پر اس سائٹ کا تعارف اور ضروری معلومات داخل کر دیتے ہیں یا خود کار نظام کے تحت وہ معلومات اس بڑے کمپیوٹر میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ان

کمپیوٹرز کو انٹرنیٹ کی اصطلاح میں Search Engines کہا جاتا ہے۔ تلاش کے لیے معاونت فراہم کرنے والے ان کمپیوٹروں کو مختلف پتہ جات دیکر انٹرنیٹ سے بھی منسلک کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس طرح کے میمیں سرچ کمپیوٹر یہ خدمات فراہم کرتے ہیں۔ بعض سرچ کمپیوٹرز بعض مخصوص موضوعات کی ویب سائٹس کے لیے خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ اس طرح کے سرچ انجن میں Altavista, Snap, Yahoo اور Exite وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ ان میں سے یوں تو ہر ایک پر کافی Websites کے کوائف موجود ہوتے ہیں لیکن اضافی خصوصیات کے طور پر بعض تجارتی امور سے متعلق اور بعض لکھنے پڑھنے کے بارے میں ویب سائٹس کا خصوصی ریکارڈ رکھتے ہیں۔

ان کے ناموں پر ہی مٹی، پتہ جات دے کر ان سے منسلک ہونے کے بعد چند ایک امتیازی الفاظ میں اپنا مقصد درج کر کے آپ مطلوبہ Web-site کے پتہ جات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ سرچ انجن لگا تار اپنی معلومات کو تکمیل و تسمیق کے مراحل سے گزارے رہتے ہیں۔ مثلاً ہمیں سعودی عرب کی اسلامی یونیورسٹیوں کے انٹرنیٹ سائٹس ملاحظہ کرنا ہوں تو www.Yahoo.com کا پتہ دے کر تلاش طلب سائٹ کی جگہ

سائنسی نوعیت کی معلومات جمع ہو گئی ہیں۔ اور شاید ”محدث“ کے قارئین کے مخصوص ذوق کی بنا پر یہ ان کے لیے اجنبی اور بوجھل ثابت ہوں۔ تاہم ہماری رائے کی حد تک ان معلومات اور مثالوں کا تذکرہ کیے جاتا انٹرنیٹ سے اپنے مخصوص میدان میں استفادہ قدرے مشکل دکھائی دیتا ہے اور قارئین اس کی ماہیت و نوعیت کو پوری طرح سمجھ نہ پاتے۔ اپنے فہم و عقل کی حد تک قارئین سے کہے گئے وعدے کی تکمیل میں، میں نے کافی کچھ سپردِ قلم کر دیا ہے، لیکن اس کی حقیقی افادیت آپ کے تہرے کے بعد ہی معلوم ہو سکتی ہے۔

اگر قارئین کرام اس سلسلے کو مفید سمجھیں یا اس میں کسی تبدیلی کے خواہاں ہوں تو پہلی فرصت میں تحریر فرمائیں۔ آپ کے جوابی تقاضے کی صورت میں ہی اس موضوع پر مزید لکھا جائے گا۔ بطور اطلاع عرض ہے کہ ابھی ہم اس موضوع کا تقریباً نصف کھل کر چکے ہیں اور بیسیوں معلومات ایسی ہیں جن کا علم و تقاض اور بحث و تحقیق سے کچھ نہ کچھ واسطہ ہے۔ میں نے بساطِ بھر کو شش کی ہے کہ ان معلومات کو آسان تر انداز میں اپنے مخصوص قاری کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحریر کروں، میری اس کوشش میں مجھے کہاں تک کامیابی ہوئی، یہ آپ ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ بہر حال اس موضوع پر مزید لکھا جاتا آپ کے تبصرے کے بعد ہی ممکن ہے۔ اولین فرصت میں اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں!

سے ہم ان سے بحث تو نہیں کرتے لیکن ایک امر حقیقت
ان کو ہمارے سامنے ہے کہ

”انٹرنیٹ معلومات کا ایک سیلاب بھی ہے جس کے آگے انسانی صلاحیتیں جواب دیتی جا رہی ہیں۔“

آپ یہ جان کر بھی حیران ہوں گے کہ فی الوقت انٹرنیٹ کے ذریعے نامور پرفیسروں سے ہزاروں میل کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے تعلیم بھی حاصل کی جا رہی ہے۔
یسا ممکن ہے کہ آپ کسی موضوع کے ماہر امریکی پروفیسر سے لاہور میں بیٹھے بیٹھے تعلیم حاصل کر رہے ہوں نامور ڈاکٹرز ماہر امراض کے مشورے حاصل کیے جا رہے ہیں کیونکہ اسی انٹرنیٹ پر ٹیلی فون اور ویڈیو فون (جس میں آواز کے ساتھ ساتھ دو طرف کی تصویر بھی آتی ہے) کی سہولتیں بھی بڑے سستے دامنوں موجود ہیں۔

جنس طرح انٹرنیٹ ایک لامحدود عالمی میٹ ورک ہے، اس طرح اس کے متعلق معلومات / مسائل کا احاطہ بھی ممکن کیا جاسکتا ہے۔ گذشتہ صفات میں ہم نے Web Browsing کی صرف پہلی صورت پر معلومات ذکر کی ہیں، جب کہ انٹرنیٹ کے ایسے مزید بیسیوں استعمالات کا تذکرہ ابھی باقی ہے جن میں FTP, IRC, E-mail اور ویڈیو / آڈیو فون وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ جس امر کا احساس بار بار ہو رہا ہے، وہ یہ کہ علم و تحقیق سے متعلق اس مضمون میں موضوع کے قریب تر امور کے تذکرہ کی بجائے زیادہ

ایک سیمینار کا انعقاد ہوا۔ اس کا موضوع "Computer As a Tool of Research & Preaching" تھا۔ ۳۰ مئی کو یونیورسٹی میں ہونے والے اس سیمینار میں طلبہ و طالبات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس موضوع پر حافظہ حسن مدنی (مدیر معاون ماہنامہ "صحیث") نے ۳۰ منٹ کے گفتگو کی اور آخری ایک گھنٹہ میں کمپیوٹر کی بڑی سکرین پر عملاً مختلف تحقیقی کام کر کے دکھائے جسے حاضرین نے بڑی توجہ سے سنا اور بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ موضوع کے پہلے حصے پر خطاب میں بہت وقت صرف ہو جانے کی وجہ سے دوسرے حصہ "کمپیوٹر ایک ذریعہ تبلیغ" کے موضوع کو کسی مستقل سیمینار کے لئے اٹھارہ گھنٹے جو آئندہ ماہ میں کسی دن بھی منعقد کیا جائے گا۔ بعد ازاں یونیورسٹی کے پروفیسرز حضرات نے اس حوالے سے ادارہ علوم اسلامیہ کے شعبہ کمپیوٹر کی تشکیل کا بھی تقاضا کیا جس پر انہیں ادارہ محدث کی طرف سے مسلسل راہنمائی دی جاتی رہے گی۔ ان شاء اللہ!

☆ اسی موضوع پر انجینئر زاہد بی. بی. شاکر نیلاریک میں ۷۲ اپریل کو بھی سمجھنے کا ایک تفصیلییشن ہوا جس میں عربی واسلامی کمپیوٹر کے مختلف استعمالات پر روشنی ڈالی گئی۔ اور کورس کے شرکاء کو علوم اسلامیه کیلئے کمپیوٹر سے استفادہ کرنے ترغیب بھی دی گئی۔

☆ ان سیمینارز کی کامیابی کے بعد امریکن سنٹر میں بھی حافظہ حسن مدنی کو اس موضوع پر دعوت خطاب دی گئی ہے۔

عاصمہ جہانگیر کی طرف سے اسلامی شعائر کی تضحیک

اسلامی شعائر اور معروفات کی پاسداری مسلمانوں میں اسلام سے محبت اور قلبی وابستگی میں اضافہ کرتی ہے۔ اسی لیے اسلام دشمن قوتوں کے مذموم پراپیگنڈہ کا یہ مؤثر ہتھیار رہا ہے کہ وہ اسلامی شعائر کی تضحیک و تحقیر کے گھناؤنے فعل کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت کو گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دائرہ می رکھنا اسلامی شعائر میں داخل ہے، بارش مسلمانوں کو جس استہزاء اور رکیک حملوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ پردہ اسلامی حکم کے ساتھ ساتھ اسلامی شعائر کا حصہ بھی ہے۔ اس کے متعلق جس طرح لادین اور اسلام دشمن عناصر ہرزہ سرائی کرتے ہیں وہ اس مذموم پراپیگنڈہ مہم کا حصہ ہے..... وعلیٰ ہذا القیاس

عاصمہ جہانگیر جو تحریک آوارگی کی سرغنہ ہے اور جو انسانی حقوق کے نام پر اسلامی تعلیمات، سماجی اقدار اور اخلاقی قدروں کو پامال کرنے اور پاکستان کے خاندانی نظام کو تباہ کرنے کی سازش میں سرگرداں ہے، اس کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اس نے ایک جوڑے کا نکاح خود پڑھایا ہے۔ نکاح ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور نکاح پڑھانا اسلامی معروفات میں شامل ہے۔ بے حد تعجب کا مقام ہے کہ عاصمہ جہانگیر جیسی گستاخ رسول عورت جو بے حد دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قانون توہین رسالت کو ”فتنہ“ کہنے کی جسارت کی مرتکب ہو چکی ہو اور جو توہین رسالت کے مرتکب بد بخت افراد کے دفاع کو انسانی حقوق کے ایجنڈے کی ترجیح اول سمجھتی ہو، اس کی طرف سے نکاح پڑھانا اسلامی شعائر کے مذاق اڑانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اس نام نہاد تقریب نکاح کی بلیمہ کے انسانی حقوق کمیشن کی ٹیم نے ویڈیو فلم بنائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عاصمہ حسب معمول اس نکاح خوانی کی کاروائی کو یورپ میں سستی شہرت کے حصول اور اسلام کے خلاف مذموم پراپیگنڈہ کے ہتھیار کے طور پر استعمال کرے گی۔

گذشتہ چند برسوں میں عاصمہ جہانگیر کی اسلام مخالف اور وطن دشمن سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے تو اس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا کہ وہ پاکستان میں مغربی صیہونی لابی کے تنخواہ دار ایجنٹ کا کردار ادا کر رہی ہے۔ حال ہی میں بلیمہ کے انسانی حقوق کمیشن نے عاصمہ جہانگیر کو امبی ”خدمات“ کے اعتراف کے طور پر ایوارڈ سے نوازا ہے۔ جب کہ گذشتہ سالوں میں وہ مغرب ریورپ سے بھی متعدد بار داد و تحریف وصول کر چکی ہے۔ اپنے آقاؤں کی تازہ ترین نوازشات کا حق نمک ادا کرنے کے لیے اس نے اس طرح کی گھٹیا تشہیر بازی کا سہارا لیا ہے۔

عاصمہ جہانگیر کو نکاح خوانی کے منصب پر متمکن ہونے سے پہلے ذرا اپنے ”بند قبا“ اور دامن پر نگاہ ضرور ڈالنی چاہیے تھی۔ اگر اس کے ضمیر کا آئینہ کھل طور پر سنگ خارا کی شکل اختیار نہیں کر چکا، تو اسے اپنے کرتوتوں کی عظمت مآب جھلک کا مشاہدہ کرنے میں دقت پیش نہ آتی۔ معلوم ہوتا ہے، اس کا ضمیر اس قدر مردہ ہو چکا

ہے کہ اسے احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ جس حرکت کا ارتکاب کر رہی ہے، وہ اس کے سیاہ کارناموں میں مزید اضافہ کا باعث بنے گی۔ فارسی کا مقولہ ہے جو غالباً ایک حدیث مبارکہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی ”بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن“ یعنی بے حیا بن جاؤ اس کے بعد جو بی میں آئے کہ عاصمہ جہانگیر حیا خلی کی اس منزل کو چھو چکی ہے کہ جہاں حیا اور بے شرمی میں حد فاصل قائم نہیں رہتی۔ ایک عورت جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی ہو لیکن ایک قادیانی مرد کی بیوی ہونے پر علی الاعلان احساس تقاضا کا اظہار بھی کرتی ہو اور علماء کی طرف سے جس کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت زنا کا مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہو، اور اس کے مقدمہ کے دائرہ کرنے کے لئے ہائیکورٹ میں ریٹ بھی دائر کی گئی ہو، وہ اپنے آپ کو اس قابل سمجھے کہ نکاح خوانی کا مقدس فریضہ انجام دے سکتی ہے، اس کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے..... بقول غالب

کبے کس منہ سے جاو گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

سگنڈ فرائیڈ جس نے ”جنس“ کو انسان کی شعوری اور لاشعوری کاروائیوں کا مرکزی نقطہ قرار دیتے ہوئے آزادانہ ہوسناکی کو سند جو اعطا کیا تھا اور جس کی تعلیمات یورپ میں جنسی انقلاب برپا کرنے کا باعث بنی ہیں، وہ تحریک آزادی نسوان کی علمبردار عورتوں کا تحلیل نفسی کرتے ہوئے نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ.....

”وہ نفسیاتی اور اعصابی امراض کا شکار ہیں، مردوں سے ہر اعتبار سے برابری کا جنوں

Nuerosis یعنی اعصاب زدگی کا نتیجہ ہے۔“

عاصمہ جہانگیر اعصابی انتشار کے مرض کا شکار ہے۔ اسے ہر شعبہ میں مردوں کی برابری کا جنوں لاحق ہے چودہ سو برس کی اسلامی تاریخ میں کسی ایک مسلم عورت کے متعلق یہ ثابت نہیں ہے کہ اس نے نکاح کی تقریب میں ولی یا نکاح خواں کے فرائض سرانجام دیے ہوں۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہ جو امہات المؤمنین میں علم و فضل کے اعتبار سے بھی ممتاز تھیں اور جن سے سینکڑوں احادیث مروی ہیں، وہ بھی اپنے عزیزوں کے رشتہ ناطہ طے کرنے کے بعد نکاح ہمیشہ مردوں سے پڑھاتی تھیں۔ (دارقطنی، تفسیر قرطبی) آج کے دور میں شریعت بیزار نیم قانون دان عورت نکاح خوانی پر اتر آئے تو اسے قرب قیامت کی نشانی سمجھا جانا چاہیے۔

عاصمہ جہانگیر کی اس بددماغی اور گمراہی کو تقویت دینے میں ہمارے اخبارات کا بھی خاص حصہ ہے۔ بعض سیکولر صحافی تو عاصمہ جہانگیر کی سرگرمیوں کی تشہیر میں بے حد فعال کردار ادا کرتے رہے ہیں، وہ اس کی زبان سے نکلا ہوا نجانہ لفظ شائع بھی کرتے ہیں گویا اخبار کے قارئین اس کے متعلق لاعلم رہ کر جابل رہیں گے۔ عاصمہ جہانگیر کی نکاح خوانی کی حرکت کی مذمت کی بجائے بعض اخبارات نے اس کی تائید میں توڑ موڑ کر ایسے بیانات شائع کیے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ یہ نہایت قابل تعریف اقدام ہے، عاصمہ جہانگیر کی ہر بے ہودگی اور واہیات حرکت کی تائید میں قانونی جواز ڈھونڈ نکالنا ہی اگر حریت فکر ہے تو یہ حریت فکر بقول اقبال ”ابلیس کی ایجاد ہے۔ ہمارے بعض قانون دانوں نے بھی رائے ظاہر کی ہے کہ عورت کے نکاح پڑھانے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ وہ اس طرح کی قانونی موٹوگیاں کرتے ہوئے مجرد قانونی تصور ذہن میں رکھتے ہیں، اس رائے کے مہلک مضمرات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس سازش کا ادراک نہیں کرتے یا وہ اس

سازش میں شامل ہوتے ہیں جو ہمارے خاندانی نظام کی تباہی کے لیے مغرب کی سرپرستی میں کی جا رہی ہے۔ اسلامی شعائر اور معروفات کو نظر انداز کرتے ہوئے اگر ان مجرد قانونی نکتہ آفرینیوں پر ہی انحصار کیا جائے تو اس کا نتیجہ ایک عظیم گمراہی کے سوا اور کیا نکلے گا۔ لڑکے لڑکیاں آزادانہ عشق بازی کے بعد عاصمہ جہانگیر جیسی عورت سے نکاح پڑھوانا شروع ہو جائیں گے۔ والدین، عزیز واقارب کی موجودگی اور دیگر اسلامی شعائر کی تو شادی بیاہ میں اہمیت و ضرورت ہی ختم ہو جائے گی۔ اس طرح کی فکری غلطیوں کا ایک سطح پر نہیں رکھیں۔ جب ایک اسلامی حکم کو تاراج کیا جاتا ہے، تو دیگر احکامات کا احترام بھی ممکن نہیں رہتا۔ آج عورت کے نکاح پڑھانے کو ”درست“ کہا جا رہا ہے، کل کلاں یورپ کی بیروی میں نکاح کے بغیر ”میاں بیوی“ کے طور پر رہنے میں بھی کوئی قانونی حرج نظر نہیں آئے گا۔

عاصمہ جہانگیر کی فکر سے متفق ایک قانون دان سید افضل حیدر نے توروزنامہ ”جنگ“ کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے پہلے ہی اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔ موصوف کے بقول ”عورت تو کیا اپنا نکاح و دلہا یاد لہن خود بھی پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ مسلمان اللہ کا نام لے کر خود کو ایک دوسرے پر حلال قرار دے رہے ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی میں مولوی کے کردار کو اتنا ضروری کیوں بنالیا ہے“ (۹/ اپریل ۹۹ء)

معلوم نہیں اس گمراہ کن رائے کے پیچھے ان جدید مفتی صاحب کے پاس قرآن و سنت سے کون سی دلیل ہے۔ وہ گویا یہ بتانا چاہتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ، خلفائے راشدین اور مسلمان علماء و فقہاء کے ذہن میں یہ نکتہ کبھی نہ آسکا (نعوذ باللہ) کہ اللہ کا نام لے کر ایک لڑکا اور ایک لڑکی خود کو ایک دوسرے پر حلال کر سکتے ہیں۔ مولوی کی ضرورت کا انکار کرتے کرتے یہ صاحب نکاح خواں اور والدین کی ضرورت کا بھی قطعاً انکار کر لیتے ہیں۔ یہی وہ تجدید ہے جو قرآن و سنت کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ کل کو یہی مجدد صاحب یہ بھی رائے دے سکتے ہیں کہ نکاح کے الفاظ بولنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال خوب جانتا ہے۔ سید افضل حیدر پوری اسلامی تاریخ میں کسی ایک بھی واقعہ کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ جس میں ایک و دلہا اور دلہن نے اپنا نکاح خود پڑھالیا ہو؟ اگر نہیں تو پھر اسلامی شریعت کو اس طرح بازپچہ افعال بنانے کا انہیں حق کس نے دیا ہے؟ اسلامی قانون کی اس طرح تعبیر کرنے کے وہ اپنے آپ کو اہل کیسے سمجھتے ہیں؟ کیا وہ ایٹنگو سیکسن قانون اور فقہ اسلامی میں اصولی طور پر کوئی فرق نہیں سمجھتے؟ اسلامی شریعت سے اس طرح کے سنگین مذاق کی ”لبرٹی“ پاکستان میں ہی لی جاسکتی ہے، کسی صحیح معنوں میں اسلامی ریاست میں نہیں۔ ان جیسے احباب نے اگر اپنی روشن خیالی اور ترقی پسندی کا اسلامی شریعت کو تختہ مشق بنانے کا تہیہ کر رکھا ہے تو انہیں ذہن میں رکھنا چاہئے پاکستان کے مسلمان قرآن و سنت سے متصادم ان کی اس روشن خیالی کو پائے خمارت سے ٹھکراتے ہیں۔ ان جیسے حضرات سے ہم یہی گزارش کریں گے کہ وہ اپنے ذاتی اور شخصی ارتداد کو اسلام کی تعبیر کے طور پر پیش کرنے کی جسارت کار کتاب کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث نہ بنیں۔

مذکورہ نکاح خوانی کے واقعہ کے بارے میں یہ صراحت موجود نہیں ہے کہ وہ جوڑا قادیانی تھا یا مسلمان۔ وہ قادیانی نہ بھی ہوں تو ان کی ”مسلمانی“ کی سطح کے بارے میں رائے قائم کرنا دشوار نہیں ہے۔ عاصمہ جہانگیر کی طرف سے بھی یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ اس نے یہ نکاح اسلامی فقہ، قادیانی قواعد یا ایٹنگو سیکسن قانون کے تحت پڑھالیا ہے۔ اگر بالفرض وہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے اسلامی شریعت کے تحت یہ نکاح پڑھالیا ہے جس میں

عورت کو نکاح پڑھانے سے منع نہیں کیا گیا، اسلامی شریعت سے وہ اگر اس درجہ مخلص ہیں تو اسی شریعت کے مطابق ایک مسلمان عورت کا ایک قادیانی مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ کیا وہ بتانا پسند کریں گی کہ وہ کس شریعت کی روشنی میں جہانگیر صاحب کی زوجہ کی حیثیت سے رہ رہی ہیں۔

مسلمان فقہاء تو اس طرح کے تعلقات کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اس نے ہمیشہ اپنے اہل سنت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اہل سنت کے عقائد کی اس سنگین خلاف ورزی کے باوجود وہ اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک سچی ہے؟ اسے اب اس منافقت سے باہر لکھنا پڑے گا یا توہ اعتراف کر لے کہ وہ قادیانی ہے، تو پھر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے، لیکن اگر وہ اپنے مسلمان کہلانے پر ہی مصر ہے، تو پھر اسے توہ کے تجدید نکاح کرنی چاہیے اور کسی مسلمان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیے۔ عاصمہ جہانگیر اپنے آپ کو ایک عالمی شخصیت سمجھتی ہیں لیکن اس کی شخصیت کا یہ دوغلا پن اور ابہام بے حد تعجب انگیز بلکہ فریب انگیز ہے۔

نکاح پڑھانے کے متعلق سارے مردوں کو بھی اہل نہیں سمجھا جاتا، اس معاملے میں دین سے واقفیت فراتص دین کی بجا آوری اور اخلاق و تدین کو بد نظر رکھا جاتا ہے۔ عاصمہ جہانگیر کا تعلق ایک کروڑ پتی گھرانے سے ہے۔ کیا وہ بتا سکتی ہے کہ انہوں نے آج تک توفیق کے باوجود حج کا فریضہ ادا کیوں نہیں کیا؟ کیا وہ سالانہ زکوٰۃ ادا کرتی ہے؟ کیا وہ عام طور پر نمازوں کا اہتمام کرتی ہے؟ دیگر اسلامی تعلیمات اور شعائر کی پاسداری میں اس کا رویہ کیا ہے؟ اگر وہ باقی معاملات میں سیکولر رویہ رکھتی ہیں تو نکاح خوانی کا شوق ان کے ذہن میں کیوں نکر سلایا۔ کیا اس طرح کی نکاح خوانی، خاندانی نظام کی تباہی پر منتج نہیں ہوگی؟ کیا اس طرح وہ بالواسطہ اپنے اس ایجنڈے کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہی ہیں جس کا ہدف پاکستان کے خاندانی نظام کو مغرب کے معیارات کے مطابق ڈھالنا ہے۔ آخر وہ اہل پاکستان کو کب تک فریب دیتی رہے گی؟..... انہی محترمہ کے بارے میں یہ خبر بھی گرم ہوئی کہ سمیعہ عمران نامی قتل ہونے والی عورت کا جنازہ پڑھانے کا سودا بھی ان کے سر میں سلایا جس میں مرد حضرات کی بہت بڑی تعداد کا ان کی اقتدار میں عین مال روڈ پر نماز جنازہ ادا کرنے کا پروگرام بھی تھا۔ وہ تو بھلا ہو اس قوم کی غیرت و حمیت کا کہ چند دیدہ و بینا لوگوں نے عین موقعہ پر اس استہزاء دین پر عوام کے ممکنہ اشتغال آمیز رد عمل سے خوف دلا کر عاصمہ کو اپنے ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا، ورنہ اس دن یہ تاریخ ساز واقعہ بھی عاصمہ کے نامہ اعمال میں شامل ہو جاتا۔

اگر ابھی تک وہ یہ سوچتی ہے کہ اس کے اصل ارادوں کا کسی کو علم نہیں ہے، تو یہ محض اس کی خود فریبی ہے۔ اس کی مذموم سازش اب طشت از بام ہو گئی ہے۔ انسانی حقوق اور عورتوں کے حقوق کے نام پر وہ اسلام اور پاکستان کے خلاف منفی سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف جلوس نکالنے کا آخر مقصد کیا تھا؟ جان جوزف کی خود کشی کو بہانہ بنا کر پاکستان میں مسلم ریسکی فسادات برپا کرنا بھی اس سازش کا حصہ تھا۔ صائرہ کیس کو قومی اور بین الاقوامی میڈیا میں تشہیر دینا بھی اسی ایجنڈے کی پیروی کا شاخسانہ تھا۔ ابھی حال ہی میں امریکہ اور برطانیہ میں پاکستان کے بارے میں فلم کا دکھایا جانا بھی پاکستان کے خلاف شراٹگریزی کی مہم کا حصہ ہے حکومت پنجاب کے ایک وزیر NGOs کی پاکستان دشمن سرگرمیوں کی نشاندہی کر چکے ہیں۔ ۹/۱ پر اپیل کو یہ خبر شائع ہوئی کہ پاکستان میں ۳۰۰ NGOs پر پابندی لگادی گئی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ عاصمہ جہانگیر کی زیر سرپرستی کام کرنے والی NGOs کے بارے میں بھی تحقیقات کرے جس کی وطن دشمنی کے متعلق بہت کم لوگوں کو شبہ ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ عاصمہ جہانگیر کی سرگرمیوں پر گرفت کی جائے ورنہ قتلہ کفر و دل سے باہر ہو جائے گا۔

محرم الحرام ۱۴۲۰ھ کا چاند دیکھنے کیلئے رؤیت ہلال کمیٹی کے کونسل میں اجلاس کے موقع پر.....

وزیر مذہبی امور بلوچستان اور حافظ عبدالرحمن مدنی اور دیگر ممتاز علماء کی کونسل میں پریس کانفرنس

الحمد للہ علی احسانہ، آج سے نئی ہجری سال کا آغاز ہوا ہے، ہم پوری ملت اسلامیہ کو بہ صمیم قلب نئے سال کی مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا کرتے ہیں کہ یہ سال پاکستان اور عالم اسلام کے لیے اتحاد، اخوت، استحکام و ترقی اور نشاۃ ثانیہ کا نقیب ثابت ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرپائشکرم و اتمان ہیں کہ گزشتہ سال پاکستان عالم اسلام کی پہلی اور دنیا کی چھٹی ایٹمی قوت بنا، ایٹمی دھماکے کے علاوہ غوری I اور II اور شاہین میزائل کے کامیاب تجربات نے ملک کو دفاعی لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا ہے۔ اس اعزاز کے لیے ہماری حکومت، مسلح افواج اور ایٹمی و دفاعی سائنسدان اور ٹیکنالوجسٹ، بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ہماری رائے میں جو اہمیت بیرونی جارحیت کے سدباب کے لیے ہمارے ایٹم بم اور میزائلوں کی ہے، اس سے بھی زیادہ اہمیت ہمارے داخلی اتحاد، اخوت اور ہم آہنگی کی ہے کیونکہ اگر صرف ایٹمی اسلحہ کے ذخائر کسی مملکت کی سالمیت کے ضامن بن سکتے تو سوویت یونین کو کبھی زوال، شکست و ریخت اور معدوم ہونے کے صدمے اور ذلت سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ اس لیے ہم ملت اسلامیہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر، طبقات، جماعتوں اور جمعیتوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ نئے ہجری سال بالخصوص محرم الحرام میں مثالی نظم و ضبط، تحمل و برداشت اور دینی و ملی اخوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امن و امان اور سلامتی کی فضا کو سازگار بنائیں۔

ہماری رائے میں ہماری قومی و ملی بقا کا راز پر امن بقائے باہمی میں ہے۔ کوئی طبقہ یا مکتبہ فکر کسی دوسرے طبقے یا مکتبہ فکر کو تشدد کے ذریعے نہ زیر کر سکتا ہے اور نہ صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے۔ ہمارا انتشار و تصادم اور تشدد صرف دشمن کے لیے ہی فائدہ مند ہے۔ ہماری رائے میں دہشت گرد اور قاتل کا کوئی مذہب و مسلک نہیں ہوتا، وہ صرف اور صرف دین و ملت اور مملکت و وطن کا دشمن ہے ایسے لوگ ہر ”ساد“ اور ”ترا“ کے ایجنٹ ہیں اور تمام مکاتب فکر پر لازم ہے کہ انہیں اپنی صفوں میں جگہ نہ دیں۔ اور حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک دشمن عناصر پر کڑی نظر رکھے، ان کی نشان دہی اور سرکوبی کرے.....

رؤیت ہلال کمیٹی کی کونسل میں پریس کانفرنس

ہم تمام مکاتب فکر کے خطباء، ذاکرین اور مقررین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے خطابات میں پر امن اور محبت آمیز لب و لہجہ اختیار کریں اور قرآن کی دعوت بالحق، موعظہ حسنہ اور جدال احسن کا دلکش و دلآویز لب و لہجہ اختیار کریں۔

ہم حکومت پاکستان سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ وہ ۲۰۱۱ء کو نفاذ شریعت کے سال کے طور پر منائیں، پندرہویں آئینی ترمیم یا مجوزہ شریعت بل کی صدائے بازگشت جو مانڈی پڑ گئی ہے، اسے اپنی اولیٰ ترجیح (Top Priority) قرار دیں اور سینٹ سے اس کی منظوری کے عمل کو تیز تر کریں۔ ہم اراکان سینٹ سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ پندرہویں آئینی ترمیم کی راہ میں حزام ہو کر اس حلق کی خلاف ورزی نہ کریں جس کی پاسداری کا انہوں نے عہد کر رکھا ہے، کیونکہ آئین پاکستان، قرآن و سنت کی بالادستی کی ضمانت دیتا ہے۔

ہم حکومت پاکستان سے یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی منظور کردہ سفارشات کو جلد از جلد آئین و قانون کے قالب میں ڈھال کر نافذ کریں اور بلوچستان کی صوبائی اسمبلی نے حال ہی میں جو قرارداد، نفاذ شریعت کے ضمن میں منظور کی ہے، اس کے نفاذ کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کریں۔ اور مالاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت کا جو مطالبہ عوام کے دل کی آرزو بن چکا ہے اسے تسلیم کر کے حقیقی، مکمل اور ہر سطح پر با اختیار شرعی عدالتیں اور قضاۃ کا نظام قائم کریں اور اسے انتظامیہ کے تابع یا اس کا جزو معطل رکھنے کی بجائے پوری انتظامیہ کو اس کے تابع کریں تاکہ کسی مرحلے پر کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

ہم یہ امر بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کا منصب، منصب قضا ہے اور اس کی عمل داری اور حلقہ نفاذ، پاکستان ہے اور کسی بھی نظام میں قضا کے پیچھے مملکت کا تقویض کردہ اختیار اور قوت ہوتی ہے۔ اس لیے تمام ڈول کمیٹیوں کا دائرہ کاری یہ ہے کہ وہ دستیاب شہادتوں اور ان کے بارے میں اپنی رائے سے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کو باضابطہ مطلع کریں۔ اس کے بارے میں حتمی فیصلہ صادر کرنا اور اس کا اعلان مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا دائرہ اختیار (Jurisdiction) ہے۔ کسی سرکاری یا غیر سرکاری کمیٹی کو اپنی سطح پر حتمی اعلان کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

ہم وفاقی وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان اور تمام صوبائی حکومتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اس نظام کو زیادہ سے زیادہ موثر و مربوط بنائیں۔ اور ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے ذریعے عوام کو رؤیت ہلال کی اہمیت، شہادت کے تزکیہ و تعدیل اور جدید سائنسی و فنی امور سے آگاہ کریں۔ جیسے جیسے آگہی اور احساس ذمہ داری عام ہوگا، اختلافات اور دو رہاں کم ہوتی جائیں گی۔ اس سلسلے میں حکومت کا فرض ہے کہ علماء سے زیادہ سے زیادہ رابطہ رکھے۔

پریس کانفرنس کے شرکاء کے اسماء گرامی

مولانا فیض اللہ اخوندزادہ	وزیر مذہبی امور، صوبہ بلوچستان
مفتی محمد اطہر نعیمی	چیزمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان
حافظ عبدالرحمن مدنی	رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی و پرنسپل جامعہ لاہور الاسلامیہ
مولانا محمد فیمین	رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی و سیکرٹری اطلاعات مرکزی جمعیت احمدیہ
پروفیسر مفتی فیض الرحمن	رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی و مہتمم دارالعلوم نعیمیہ، کراچی
مولانا محمد یوسف قریشی	رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی و خطیب مسجد مہابت خان، پشاور
مفتی محمد جان نعیمی	رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی و مہتمم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، کراچی
مولانا محمد حیات قادری	رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی
علامہ فخر الحسن کراروی	رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی، پشاور
مولانا عبدالواحد (خطیب مسجد قدح صاری، کونڈ)، مفتی غلام محمد (مہتمم دارالعلوم، انوار باہو کونڈ)، سردار عبدالمنان خٹمی (سابق رکن نقض شریعت کمیٹی لاہور)، مولانا سید عہد الحقین شاہ، مولانا غلام الحسن، مولانا عبدالغفور، مولانا محمد وارث، مولانا علی محمد ابوتراب (مدیر تعلیم جامعہ سلفیہ، کونڈ)	

منجانب مولانا فیض اللہ اخوندزادہ (وزیر اوقاف و مذہبی امور، بلوچستان)

بلوچستان کی صوبائی حکومت کی جانب سے اسلامی احکامات پر عملدرآمد کے لیے رواں سال درج ذیل اقدامات کیے گئے:

(۱) سال ۱۹۹۹ء کے دوران صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی جس کے تحت ۷۲ غیر اسلامی قوانین کو اسلامی ڈھانچے میں ڈالنے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل سے منظوری کی سفارش کی گئی۔

(۲) صوبائی حکومت نے فاشی، عربی اور دیگر ناپسندیدہ سرگرمیوں پر پابندی کے لیے علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کے تحت رمضان المبارک کے احترام اور تقدس کو بحال رکھنے کے لیے صوبائی سطح پر حکومت نے فاشی، عربی اور دیگر ناپسندیدہ سرگرمیوں اور خصوصاً سینما ہالوں میں فلموں کی نمائش پر پابندی کے لیے اقدامات کیے اور اس پر مکمل عمل درآمد بھی کرایا۔

(۳) منشیات کے استعمال اور خصوصاً شراب پر مکمل پابندی کے لیے صوبائی حکومت نے قابل قدر اقدامات کیے ہیں اور حکومت کے فیصلوں پر مکمل عملدرآمد کیلئے ہر ممکن کوششیں کی جا رہی ہیں۔

..... محدث کے ایسے قارئین جنہوں نے اپنے ذمہ زر سالانہ کے بقایا جات ادا نہیں کئے، ان کی خدمت میں یاد دہانی کے لئے علیحدہ سے ایک مراسلہ بھیجا جا رہا ہے۔ اگر آپ کے ذمہ بھی محدث کی کچھ ادائیگی ہو تو زرا کرم اولین فرصت میں دوبارہ کوہر سال فرمائیے یا کم از کم خط تحریر کر دیں۔ بصورت دیگر جولائی ۹۹ء سے محدث کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ (نہر)

اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ (خواتین ونگ) کا سالانہ اجتماع

۲۰ اپریل بروز منگل صبح ۱۰ بجے، ٹرسٹ کے خواتین ونگ کے زیر اہتمام المحرمہ ہال نمبر ۱ میں سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں ممبر خواتین اور ٹرسٹ کے زیر اہتمام چلنے والے اسلامک انسٹیٹیوٹ کی طالبات کی کثیر تعداد شرکت کی۔ یہ اجتماع بنیادی طور پر خواتین ونگ کی سال بھر کی کارکردگی، آئندہ منصوبوں کی منظوری اور تعلیمی کورسز سے فارغ ہونے والی طالبات میں تقسیم اساتذہ کے لئے منعقد کیا گیا۔

اجلاس کی صدارت ڈاکٹر اسرار احمد (امیر تنظیم اسلامی) کی اہلیہ محترمہ نے کی جبکہ اہم مہمانوں میں جنسٹریل الرحمن خاں (وفاقی محتسب و جج سپریم کورٹ) کی اہلیہ، جنرل (ر) راحت لطیف اور جنسٹریل ظفر پاشا چوہدری کی بیگمات، محترمہ شہناز لغاری، محترمہ مسز شجاعت حسین (وفاقی وزیر داخلہ) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ٹرسٹ کی ایگزیکٹو ہاؤس، محترمہ مسز غزالہ اسٹیل (صدر خواتین ونگ) اور مسز رضیہ مدنی (جنرل سیکرٹری) نے شریک ہونے والوں کو خوش آمدید کہا۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض رابعہ مہر نے انجام دیے۔

یہ اجلاس ۳ گھنٹے تک جاری رہا جس میں محترمہ رضیہ مدنی صاحبہ نے ”حلال و حرام“ محترمہ مسز غزالہ اسٹیل صاحبہ نے ”سالانہ کارکردگی رپورٹ ۹۸ء“ محترمہ فوزیہ سلفی صاحبہ نے ”دعوت الی القرآن“ کے موضوع پر درس اور محترمہ آصفہ اکرم (طالبہ اسلامک انسٹیٹیوٹ) نے مختلف کورسز کا تعارف پیش کیا۔ جبکہ ایک طالبہ نے ”میں نے اسلامک انسٹیٹیوٹ سے کیا پایا اور میرے آئندہ کے عزائم“ کے موضوع پر اپنے خیالات خوبصورت پیرائے میں دلکش اسلوب کے ساتھ پیش کئے۔ یہ پروگرام محترمہ مسز عطیہ انعام الہی کی پرسوز دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ اجتماع کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

☆ شریک ہونے والی خواتین کی تعداد ۱۰۰۰ سے متجاوز تھی، پہلی بار صدر دفتر سے دور اجتماع منعقد ہونے کی وجہ سے کافی خواتین شرکت سے محروم رہ گئیں۔ یاد رہے کہ گذشتہ برسوں میں دو ہزار کے لگ بھگ خواتین شرکت کرتی آرہی ہیں۔

- ☆ خواتین نے بڑے انشہاک اور ذوق و شوق سے تمام کاروائی کو سلاور نظم و ضبط مثالی رہا۔
- ☆ محترمہ فوزیہ سلفی صاحبہ کے درس کے موقع پر سامعین میں خاص جوش و خروش دیکھنے میں آیا۔
- ☆ مختلف موقعوں پر طالبات کی نعتوں اور نظموں سے بھی سامعین کو محفوظ کیا جاتا رہا۔
- ☆ اجتماع کا سارا انتظام والہرام اسلامک انسٹیٹیوٹ کی طالبات نے خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔
- ☆ داخلہ کے بڑے دروازے کے فوری بعد آنے والے ہال میں طالبات نے کتب، کیٹش اور اسلامی حجاب کے لمبوسات کے شال لگائے جن پر اجتماع کے بعد خواتین نے خریداری کی۔

☆ تمام اخبارات کی خواتین رپورٹرز بڑی دلچسپی سے ساری کاروائی میں شریک ہوئیں۔ جبکہ تصاویر کے لئے آنے والے فوٹوگرافروں سے معذرت کر لی گئی۔

☆ فارغ ہونے والی طالبات میں تقسیم اسناد کے اعداد و شمار یوں رہے:

تین سالہ فہم دین کورس سیشن ۹۶ء / ۹۹ء ۹ خواتین نے اسناد حاصل کیں
ایک سالہ تعلیم دین کورس سیشن ۹۷ء / ۹۸ء ۲۳ طالبات نے اسناد حاصل کیں
سہ ماہی فہم دین کورس موسم گرما ۹۸ء ۳۴ طالبات نے اسناد حاصل کیں
دو ماہی فہم دین کورس جولائی / اگست ۹۸ء ۱۲۸ طالبات نے اسناد حاصل کیں
رمضان المبارک ریفریشر کورس ۱۳۱۹ھ اسلامک انسٹیٹیوٹ کی ۴۰ طالبات نے ۶۵ مقامات پر یہ کورس کروائے اور ۴۴ ہزار طالبات میں سے ۲۱۴۱ طالبات کے سرٹیفکیٹس ان کے اساتذہ کے حوالے کئے گئے۔

☆ اجلاس کے اختتام پر یہ قراردادیں منظور کی گئیں، تمام حاضرین نے جن سے مکمل اتفاق کا اظہار کیا:

۱۔ سودی لعنت سے معاشرے کو پاک کیا جائے۔ حکومتی سطح پر متعلقہ مکاتب فکر سے رابطہ کر کے اس کا قبول نظام رائج کیا جائے۔ انعامی سکیموں پر پابندی لگائی جائے جن کے ذریعے پوری قوم کو جوئے کا عادی بنایا جا رہا ہے۔
۲۔ مہنگائی اور بے روزگاری ختم کرنے کے لیے مؤثر اور مثبت اقدامات کیے جائیں تاکہ معاشرے میں پھیلی ہوئی بد امنی، بے روزگاری اور خودکشی ختم ہوئے۔ رجحان پر قابو پایا جاسکے۔

۳۔ پولیس کو کھلا ہاتھ دیکر ماراے عدالت قتل کا رواج دینے سے بجرموں میں خوف و دہشت پیدا کرنے کی بجائے صحیح اسلامی عدالتی نظام اور اسلامی نظام عقوبات کو تحفظات کے بغیر نافذ کر دیا جائے جو عدل و انصاف کے قومی و ملی تقاضے بخوبی پورا کر سکتا ہے۔

۴۔ موجودہ حکومت نے برسرِ اقتدار آئے ہی نصاب تعلیم میں قرآنی تعلیمات کے اضافے اور نظام تعلیم میں تبدیلیوں کا جو وعدہ کیا تھا، اسے پورا کیا جائے۔ ہر مسلمان کو کم از کم ناظرہ اور مکمل ترجمہ قرآن پڑھانے کو نصاب میں شامل کیا جائے جس سے قوم میں دین کے نام پر تعصبات، فکری انتشار اور فرقہ بندیوں کی راہ مسدود ہوگی، اور ایک پڑھا لکھا اسلامی معاشرہ بننے کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔

۵۔ خاندانی نظام کے تحفظ، والدین کی اطاعت اور نوجوان نسل میں بے راہ وروی سے بچاؤ کے لئے ہنگامی بنیادوں پر قانون سازی کی جائے۔

۶۔ خواتین کی بے حرمتی کے واقعات کو ہر ممکنہ طریقے سے کنٹرول کیا جائے اور اس کے مرتکب افراد کو کڑی سزائیں دے کر مقام عبرت بنایا جائے۔

۷۔ خواتین کا یہ اجلاس اس امر کی تائید کرتا ہے کہ وہ اسلام میں دیئے گئے اپنے حقوق اور فرائض سے سرفہرست ہیں اور ان الہی تعلیمات کی پیروی کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتی ہیں۔ ضرورت فقط اس بات کی ہے کہ ان دیئے گئے حقوق و فرائض کے تقاضے پورے کئے جائیں۔

نوٹ: طالبات نے سرگرمی سے شرکت کی اور ایک سالہ کورس میں دلچسپی

- عناد اور تعصب قوم کے لیے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں..... لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔
- علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بجل کا درجہ رکھتے ہیں..... لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔
- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے..... لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حیثیت دینی اور غیرت اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔
- تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمت عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دنیویہ کے خلاف ہے لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔
- آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے..... لیکن عہدِ جداء و دین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی
- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے..... لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔



..... اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

محذرت

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زیر سالانہ : ۱۵۰ روپے

فی شمارہ : ۱۵ روپے